ماں تیرے نام

مناظر عاشق ہرگانوی ☆ شاہد نعیم

ماں تیرے نام

مناظر عاشق ہرگانوی

شاہد نعیم

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

کتاب ''اے ماں'' میں نظم،غزل،قطعات،رباعیات،سانیٹ،کہہ مکرنی،کنڈلی،ہائیکو،دوہے، دوہاقطعات،ماہیے،اشعاراور مصرعے کے شاعر بالترتیب بلراج کومل،ندافاضلی،تاج قائم خانی،ابراہیم اشک،عبدالمنان طرزی،جمیل عظیم آبادی،سوہن راہی،علقمہ شبلی،شارق بلیاوی،ودیا ساگر آنند،افتخار اجمل شاہین،انتظار نعیم،پروین شیر،مشتاق شبنم،منصور عمر،عثمان قیصر،ارشد مینا نگری،عزم حیدری، عذراپروین،طارق جمیلی،ادیب سہیل،اظہار وارثی،یعقوب تصور،مرزا حسن ناصر،سردار سلیم،اظہار مسرت،منیر سیفی،احسان ثاقب،حشمت فتح پوری،عبداللہ ناظر،حفیظ انجم کریم نگری،چندر بھان خیال، احمد امام بالاپوری،ضمیر درویش،محمد امین،رفیق جعفر،خالد معین،عیسیٰ بلوچ،قیصر شکیلی،آفاق فاخری،نیر حسن نیر،امر یندر،سرفراز نواز،بدر سیماب،نجم عکاشی،شوکت قریشی،اسنیٰ بدر،شاہ نواز شاہ،مرغوب حیدر نوگانوی،سعید قیس،مخلص حیدرآبادی،جبارراجن پردیسی،مناظر عاشق ہرگانوی،عتیق احمد عتیق،صابر عظیم آبادی،شاہد جمیل،محبوب راہی،کوثر صدیقی،اختر شاہجہاں پوری،افتخار رضوی سعید،عذراپروین،نخشب مسعود،خان فہیم،حبیب سحر،شارق عدیل،افروز عالم،منوراحمد کنڈے،قیوم واثق،انجم کاظمی،حسن نظامی، سیدہ شگفتہ غزل،منان قدر منان،محمد اشفاق،انیس احمد انیس،اصغر ویلوری،شاہد نعیم،کلیم قیصر،صابر فخر الدین،محمد اقبال سندھو،طارق شاہین،محمد مطہرین انجم،حصیر نوری،حمید راز،مظہر مجاہدی،قاضی رئیس،رفیق شاہین،سعید منظر،ارشد اقبال آرش،منور رانا،افضال عاقل،قمر سنبھلی،راحت اندوری،اشرف مالوی،نثار احمد نثار،انیس اور دبیر ہیں۔

تینوں مجموعے میں بعض نام کا تکرار ہے لیکن ان کی تخلیقات جداگانہ ہیں۔

'ماں' پر اتنے سارے مواد سے نئی کونپل پھوٹے گی اور نئی ہوائی جگہوں میں سانس لے گی اس کا یقین ہے کیونکہ ماں محبت کا عمل ہے اور زندگی،حیات نو اور تفسیر وتعبیر کا تسلسل ہے۔

شاہد نعیم

سردار جعفری (مرحوم)

✠

میری ماں
اپنے آنچل میں چھپا لیتی تھی
ننھے سے کھلونے کو
مری حیرت کی آنکھیں
اس محبت سے بھرے چہرے کو تکتی تھیں
جس آئینے میں
پہلی بار میں نے
اپنا چہرہ آپ دیکھا تھا
وہ چہرہ کیا تھا
سورج تھا، خدا تھا یا پیمبر تھا
کہ اس چہرے سے بڑھ کر خوبصورت
کوئی چہرہ ہو ہی نہیں سکتا
کہ وہ اک ماں کا چہرہ تھا
جو اپنے دل کے خوابوں
پیار کی کرنوں سے روشن تھا

✠ ✠

پروفیسر قمر رئیس (مرحوم)

نظم / غزل

✠

ماں!
میں جب بھی جاتا ہوں
من موجی پن کے سپنوں میں، کھو جاتا ہوں
تیری ممتا کے آنچل میں سو جاتا ہوں
نیند میں ایسا لگتا ہے
جس کیلی پر یگوں یگوں سے وزن سنبھالے
اس دھرتی کا گنبد پیہم ناچ رہا ہے
ماں! وہ تیرے دائیں ہاتھ کی انگلی ہے

سوتے سوتے
اوس سے بھیگی، مست ہوا کی شوخی سے
چونک کے میری آنکھ کھلی ہے
بس ایسا محسوس ہوا ہے
اس گنبد پر دور دور تک، نیلا سا جو چھتر تنا ہے
اس میں جو زرکاری ہے
جو چاند ستارے روشن ہیں
کاہکشاؤں کی جو گنگا بہتی ہے
ٹوٹتے تاروں کی
جو اکثر آتش بازی ہوتی ہے
وہ سب میری کلاونتی
ماں کے ہاتھوں کا جادو ہے ✠ ✠ ✠

پروفیسر عبد المنان طرزی (دربھنگہ)

✠

یہ حقیقت ہے خدا کے فضل سے
تھیں زبیدہ متّقیا جانئے
کھو گئی ہے آج وہ دولت عظیم
رشتے دنیا سے نہیں ان کے رہے
یہ ہے ان کی دینداری کا ثبوت
تین بیٹے حافظِ قرآں ہوئے
پڑھئے قرآں کیجئے ایصال ثواب
امر لازم جانئے طرزی اسے
اس کو بھی اللہ کا کہئے کرم
حج کی بھی پائی سعادت آپ نے
ہم سبھوں کی یہ دعا کیجئے قبول
قبر ان کی اے خدا روشن رہے
رحمتِ حق ہی سے ہے امید بس

۹۷۳

جنت الفردوس لقماں کو ملے

۱۰۳۲ + = ۲۰۰۵ء

ابن صفی (مرحوم)

✠

ایک بچہ
اپنی ماں سے بچھڑ گیا ہے
اس میلے میں
اب کیا ہوگا؟
کون اسے گھر لے جائے گا
حیراں حیراں دیکھ رہا ہے
چاروں طرف چہرے ہی چہرے
دھندلے چہرے
کیا یہ اس کو پہچانیں گے؟
کیا یہ اسے گھر تک پہنچا دیں گے؟
کوئی نہیں
سب ان دیکھے ان جانے ہیں
سہما سہما چیخ رہا ہے
ماں!
ماں!
ماں!

نشتر خانقاهی (مرحوم)

✠

بہت تھا ماں مری ہستی کا سائبان ترا
اس آسماں سے بڑھ کر تھا آسمان ترا
کئی برس سے گھٹاؤں میں بارشیں ہی نہیں
ترس رہا ہے گلابوں کا پھول دان ترا
لحد میں ساتھ گئیں جیسے رونقیں تیری
ترے بغیر کھنڈر ہو گیا مکان ترا
وہی ہوں میں وہی زمین وہی ہے ماہتاب ماں
بس اک گل بہشت کا ہوا ہے خواب خواب ماں
گمرہی میں کون اب گھر کا پتہ دے گا مجھے
کون اب مایوسیوں میں حوصلہ دے گا مجھے
سلب ہو جائیں گے جب غم سے میرے ہوش وحواس
کون سرہانے میرے آکر صدا دے گا مجھے
کون اب رکھے گا مجھے اپنی تسبیحوں میں یاد
کون اب راتوں کو جینے کی دعا دے گا مجھے

✠ ✠

شاهد میر (بھوپال)

✠

شعروں میں جب بھی کرتا ہوں ایک اشارہ ماں کے نام
آن کی آن میں ہو جاتا ہے منظر سارا ماں کے نام
بھور کا سورج شب کا چندا صبح کا تارا ماں کے نام
پھیلے ہوئے آکاش کا ہے ہر اک سیارہ ماں کے نام
ماں کے نام پہ رنگ بدلتے ہیں میری یادوں کے چنار
سپنوں کی ڈل جھیل میں بستا ہوا شکارا ماں کے نام
ماں کے قدموں میں رکھنا ہے موسمِ گل کا پہلا پھول
اور خزاں کے موسم کا برگ آوارہ ماں کے نام
جیون کا سنگھرش نام ہے آتی جاتی لہروں کا
لہروں کے اس پار کھڑا پُر سکوں کنارہ ماں کے نام
بوندوں میں موجود ہے سب تاثیر اس کے اشکوں کی
بھیگی ہوئی برسات کا یہ دلکش نظارہ ماں کے نام
اک اک لفظ میں گوندھ رکھی ہیں سات سروں کی مالائیں
گونج رہا ہے ہر پل یہ دل کا اکتارا ماں کے نام
قدم قدم پہ پھول کھل گئے شاہد میری راہوں میں
دونوں جہاں کے مالک سے مانگا جو سہارا ماں کے نام

✠ ✠

ف۔ س۔ اعجاز (کولکاتا)

✠

منتقل مجھ میں تجھ سے ہوئی زندگی
تو مری آنکھوں کے نور کا آسماں
تو مرے خون میں ہے رواں اور دواں
درد کے بعد میں تیری پہلی ہنسی
منتقل مجھ میں تجھ سے ہوئی زندگی

رونا چاہوں جواب کھل کے رو نہ سکوں
کاروبار جہاں میں تھا الجھا ہوا
کیا کہوں پیشتر کیوں نہیں آ سکا
داغ اپنی ندامت کا دھو نہ سکوں
رونا چاہوں جواب کھل کے رو نہ سکوں

میں کہیں تھا مگر تھا ترے دھیان میں
شہد آگیں تبسم میں لپٹا ہوا
لوریوں کے ترنم میں کھویا ہوا
تیری آواز آتی مرے کان میں
میں کہیں تھا مگر تھا ترے دھیان میں

ایسا لگتا ہے یہ کل کی ہی بات ہے
سونے دیتیں نہ تجھ کو مری شوخیاں
میرے بالوں میں پھرتیں تری انگلیاں
میرے بازو پہ رکھا ترا ہاتھ ہے
ایسا لگتا ہے یہ کل کی ہی بات ہے

تو بہت دور تھی پر مرے پاس تھی
تیرے بازو حمائل گلے میں میرے
میرے ماتھے پہ تھے ثبت بوسے ترے
میں معافی کا طالب تھا تو آس تھی
تو بہت دور تھی پر مرے پاس تھی

چاند کہہ کر بلاتی تھی خوابوں میں تو
تھپکیاں دے کے تیرا سلانا مجھے
نام پریوں کے گن گن بتانا مجھے
اک کہانی سناتی تھی خوابوں میں تو
چاند کہہ کر بلاتی تھی خوابوں میں تو

میں جو آیا تو دیکھا کہ سوئی ہے تو
اب میں بیٹھا ہوں کب سے سرہانے ترے
پاؤں سوئے ہیں سوئے ہیں شانے ترے
کرب میں کس قدر جانے روئی ہے تو
میں جو آیا تو دیکھا کہ سوئی ہے تو

میں جگاؤں تو کیسے جگاؤں تجھے
تیری ممتا کی خوشبو نہ بے چین ہو
میں اٹھاؤں اگر تو نہ بے چین ہو
نزع میں تو ہے کیوں کر ہلاؤں تجھے
میں جگاؤں تو کیسے جگاؤں تجھے

تیرے پاؤں دباتا ہوں تو جان لے
ماں ! مرے ہاتھ کا لمس پہچان لے

✠ ✠

ڈاکٹر نزیر فتح پوری (پونہ)

✠

مری ماں کے جانے سے کچھ بھی نہ بدلا

وہی صبح ہوتی ہے پہلے کے جیسی   وہی دوپہر ہے سلگتی تڑپتی
وہی شام ہے خوشنمائی وہی ہے   وہی رات ہے، دلربائی وہی ہے
وہی لوریاں ہیں، وہی نیند، سپنے   وہی سارے راحت کے سامان اپنے
وہی صبح صادق کی برکت وہی ہے   وہی آسماں، اس کی رحمت وہی ہے
وہی مسجدوں میں اذاں ہو رہی ہے   دعا ہو رہی ہے، فغاں ہو رہی ہے

مری ماں کے جانے سے کچھ بھی نہ بدلا

وہی چاند سورج، وہی ہیں ستارے   وہی دلکش و دلربا ہیں نظارے
وہی ہے سمندر، وہی ہیں کنارے   وہی سردی گرمی کے موسم ہیں سارے
جہاں جوبھی شئے تھی، وہیں کی وہیں ہے   نہیں ہے تو بس مری اماں نہیں ہے

مری ماں کے جانے سے کچھ بھی نہ بدلا

وہی میرے بیٹے، وہی میرے پوتے   وہی میرے آنگن میں خوشیوں کے ڈیرے
وہی رشتوں ناتوں کی باریکیاں ہیں   وہی شیرینی ہے وہی تلخیاں ہیں
وہی سسکیاں ہیں وہی قہقہے ہیں   وہی غم، خوشی کے وہی سلسلے ہیں
وہی اشک ہیں اور تبسم وہی ہے   وہی گیت ہے اور سرگم وہی ہے

مری ماں کے جانے سے کچھ بھی نہ بدلا

مری ماں گئی تو بس اتنا ہوا ہے   مرے سر سے ممتا کا آنچل گیا ہے
محبت کا لہراتا بادل گیا ہے   دعاؤں کے سب سائباں ڈھ گئے ہیں
پناہوں کے سب آسماں ڈھ گئے ہیں   میں اب پیاسے جنگل کی صورت پڑا ہوں
میں بے سایہ ہوں دھوپ میں جل رہا ہوں   مری ماں کے جانے سے میں مرگیا ہوں

✠ ✠

وفا اعظمی (پاکستان)

✠

تیری ہی محنتوں سے انسان بن گیا ہوں
کہتے ہیں لوگ تیری میں شان بن گیا ہوں

بیٹا ہوں تیرا تیری پہچان بن گیا ہوں
جو بھی بنا ہوں تیرا ارمان بن گیا ہوں

ہے نام مدرسہ کا پہلا جو مادرانہ
آتا ہے یاد امّی ماضی کا وہ زمانہ

میں نے سنا ہے، امی، امی فقط نہیں ہے
دنیا کی نعمتوں سے اعلیٰ بھی تو کہیں ہے

خدمت کروں میں تیری تحفہ تو اک حسیں ہے
اف، تک نہیں ہے کہنا، فرمانِ اولیں ہے

جنت خریدوں جس سے ایسا ہے تو خزانہ
آتا ہے یاد امی ماضی کا وہ زمانہ

✠ ✠

سوھن راھی (برطانیہ)

✠

دُکھ درد کی کترن نینوں سے
جب بہتے بہتے رکتی ہے
تو میں اپنے جیون یگ کو
بس تیرا نام ہی دیتی ہوں
تیری اونچی پیشانی پر
آشا جو پھول سجاتی ہے
میرے جیون پگڈنڈی پر
تیری ہی چھب لہراتی ہے
تیری مُسکانوں میں میں تو
اپنی مُسکان ہی دیکھتی ہوں
میں تیرے گاؤں میں اپنا
بچھڑا ہوا بچپن ڈھونڈتی ہوں
تو نئے سمے کا سورج ہے
میں بیتے کل کی رات کوئی
جب سے تو گود میں مہکا ہے
سارا جگ اچھا لگتا ہے
میری چھاتی کی دھڑکن کا
ہر سپنا سچا لگتا ہے
تو آتے جاتے موسم سے
خوشبو کا مینھ برسائے گا
کُچھ ان کا اور کچھ نام مرا
ہونٹوں پہ ترے لہرائے گا
تو جوت سے جوت جگائے گا
تو جگ روشن ہو جائے گا

✠ ✠

ڈاکٹر محبوب راھی (اکولہ)

✠

زندگی بہتان ہے ماں کے بغیر
ظلم ہے، طغیان ہے، ماں کے بغیر
زیست کا ہر لمحۂ امن و سکون
سر بسر طوفان ہے ماں کے بغیر
زندگی میں جان ماں کے دم سے ہے
آدمی بے جان ہے ماں کے بغیر
رونقیں ساری اسی کے دم سے تھیں
گھر نہ وہ دالان ہے ماں کے بغیر
بجھ گئی ہیں ساری گہما گہمیاں
ہر گلی سنسان ہے ماں کے بغیر
آدمی پھر کتنا ہی دھنوان ہو
بے سروسامان ہے ماں کے بغیر
زندگی تو خیر مشکل تر ہی ہے
موت کیا آسان ہے ماں کے بغیر
تھی یہ دنیا جو کبھی اک گلستاں
جیسے قبرستان ہے ماں کے بغیر
تھیں جہاں راہیؔ کبھی آبادیاں
شہرِ جاں ویران ہے ماں کے بغیر

✠ ✠

مامون ایمن (امریکہ)

✠

میرے رب نے جیون دے کر
مجھ کو یہ بتلایا ہے
ماں کی آنکھیں شیتل کرنیں
ماں کی باتیں مَن کا جادو
ماں کا چہرہ پورن چندن!
اس ہر جائی یُگ میں جیسے
ساری دنیا غم کی ندّی
سارے موسم چہرے دُکھ کے
ہر اک چاہت آنی، جانی
سارے رشتے کچّے، پکّے
رستے سارے تپتے تپتے
لیکن ماں کی ممتا ٹھہری
من کی خوش بُو، جاں کی خوش بُو
میرے سَر پر ہر دم، ایمنؔ!
میری ماں ہی کا سایہ ہے

✠ ✠

حلیم صابر (کولکاتا)

✠

صبح کو روز میں
دیکھتا ہوں تجھے
اپنے لختِ جگر کو
بغل میں لئے
ہاتھ میں چھوٹا سا بیگ اسکول کا
اس سے بندھا اک ٹفن کیریَر
ہے نظر آنے والی بسوں کی طرف
اور کبھی ڈالتی ہے گھڑی پر نگاہ
فکر ہے کس قدر تجھ کو اس بات کی
ہو نہ جائے کہیں لیٹ اسکول میں!

سوچتا ہوں میں اکثر تجھے دیکھ کر
ساری مائیں جو ہو جائیں تیری طرح
کوئی ان پڑھ نہ رہ جائے اس دیس میں

✠ ✠

سلیم انصاری (جبل پور)

✠

مجھے شرمندگی ہے
کہ ماں کی موت پر
آنکھوں سے میری
ایک بھی آنسو نہیں نکلا
میں پتھر بن گیا تھا
درد اور جذبات سے خالی بدن جیسے
لفظ اور احساس سے عاری کسی بے جان پیکر سا
بڑی حیرت ہوئی تھی
ان بہی خواہوں کو
جو نمناک آنکھوں سے مجھے
جھوٹی تسلّی دے رہے تھے
مجھے شرمندگی ہے
کہ اپنی ماں کے مرنے پر بھی
میں رویا نہیں بالکل
مگر یہ بھی تو سچ ہے
مدتوں سے، اپنی ماں کو لمحہ لمحہ
زندگی سے جنگ لڑ کر ہارتے دیکھا ہو جس نے
اس کی آنکھوں کا سمندر۔ خشک ہو جائے
تو حیرت کس لئے ہے!!

✠ ✠

عارف نقوی (جرمنی)

✠

بیٹے تیری راہ میں اب تو
آنکھیں میری سوکھ گئی ہیں
ہونٹ پہ پپڑی جسم میں پھوڑے
سینے میں اک آگ لگی ہے
دور کہیں سے گہرے سائے
جسم کوڈسنے آئے ہیں
آشا کا ایک دیپ جلا دو
ننھا سا اک بول سنادو
بیٹے تیری راہ میں اب تو
آنکھیں میری سوکھ گئی ہیں

✠ ✠

ڈاکٹر شباب للت (مرحوم)

✠

وہ ہے تسبیح کا دھاگا
سمرنی کی لڑی مضبوط محکم
پروئے رہتے ہیں برسوں تلک جس میں
کئی رنگوں کے شیڈوں کے حسیں
چھوٹے بڑے منکے
بڑی ترتیب سے
جوڑے ہوئے کندھے سے کندھا
یہ دھاگا ٹوٹتا ہے جب
بکھر جاتے ہیں رشتے منکا منکا
کہ وہ جننی ماں ہے
بھرے پریوار کی مکھیا
لڑی ممتا کی شفقت کی تقدس کی
وہ ہے تسبیح کا دھاگا

✠ ✠

© جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ

MAAN TERE NAM

Edited By

Prof. Manazir Ashiq Harganvi

Kohsaar, Bhikanpur-3, Bhagalpur - 812001 (Bihar)

Mob : 09430966156

&

Shahid Nayeem

Post Box No : 8755, Jeddah - 21492 (Saudi Arab)

Mob : 0096655358277

Year of Edition 2015

ISBN 978-93-5073-603-6

₹ 100/-

نام کتاب	:	ماں تیرے نام
مصنف	:	مناظر عاشق ہرگانوی/شاہد نعیم
سن اشاعت	:	۲۰۱۵ء
قیمت	:	۱۰۰ روپے
مطبع	:	عفیف پرنٹرس، دہلی۔۶

Published by

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE

3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)

Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540

E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com

website: www.ephbooks.com

ظفر گورکھپوری (ممبئی)

ترے مزاج کی شائستگی نے ورثے میں
ہر ایک شے مجھے دی ہے قرار دل کے سوا

یہ علم و فضل یہ منصب یہ ذوقِ شعر و سخن
سبھی ملا ہے، ترے قربِ مُستقل کے سوا

وہ ترا قرب جو بکتا نہیں دکانوں پر
وہ تیرا پیار جو تلتا نہیں ترازو میں

مجھے کہیں نہ ملی تیرے قرب کی خوشبو
نہ چاندنی میں نہ بادِ صبا کے پہلو میں

کہیں سے آکے مرے سر پہ رکھ دے پیار کا ہاتھ
کہ تھوڑی دیر تو جی کو قرار آجائے

کہیں سے آکے لگا لے تو اپنے سینے سے
کہ جی رہا ہوں، مجھے اعتبار آجائے

میں تیری یاد میں جب شب کو چونکتا ہوں کبھی
تو پیٹھ کرتی ہے محسوس تھپکیاں تیری

رکابیوں پہ ترے ہاتھ کے نشاں ہیں وہی
مہک رہی ہیں نوالوں پہ انگلیاں تیری

کبھی کبھی جو تری گود یاد آتی ہے
گمان ہوتا ہے جیسے رگوں میں خون نہیں

ملا تھا جو مجھے سر رکھ کے تیرے زانو پہ
گلوں کی سیج پہ سو کر بھی وہ سکون نہیں

تو اپنے پیروں کی جنت مجھے عطا کر دے
میں غم کی دھوپ میں مصروف آہ وزاری ہوں

تری شفیق نظر کی عنایتوں کے بغیر
میں دولتِ دل و جاں لے کے بھی بھکاری ہوں

ترے مزار پہ آیا ہوں لے کے یہ ارمان
کہ تیرے پائے مقدس کی دھول بن جاؤں

مرا وجود جو پتھر ہے ایک تیرے بغیر
مجھے تو ہاتھ لگا دے تو پھول بن جاؤں

عبدالاحد ساز (ممبئی)

✠

بھولی بسری شفقتیں لوٹا رہا ہے
کوئی یادوں کو مری سہلا رہا ہے
قبر کب ہے، دل کی تنہائی ہے مرے
جس میں آج اس کو سمویا جا رہا ہے
نیند، مٹی کی مہک، سبزے کی ٹھنڈک
مجھ کو اپنا گھر بہت یاد آ رہا ہے
جھیل میں ٹھہرے ہوئے لمحاتِ شب کی
اس کے چہرے کا کنول مسکا رہا ہے
گھاس کی صورت ہری پلکیں ہیں میری
جن پہ اک سایہ سا چلتا جا رہا ہے
شائبے، سائے، شعاعیں، عکس، پیکر
جیسے کوئی راز کھلتا جا رہا ہے
بادلوں میں جیسے باہیں کھل گئی ہیں
اور مجھے ان میں اٹھایا جا رہا ہے
سازؔ کچھ اک بارگی اپنی سی کرلیں
اور ویسے زندگی میں کیا رہا ہے

✠ ✠

منور احمد کنڈے (برطانیہ)

✠

تو بوئے گل ہے ماں تو ہی بادِ نسیم ہے
ماں تو عظیم ہے ترا رتبہ عظیم ہے
ویرانۂ جہاں میں ترے دم سے ہے بہار
تیرے سبب ہی دہر میں رونق ہے بے شمار
تخلیق کا جو کرب ہے سہتی ہے ہنس کے تو
اولاد میں ہے تیرے ہی اپنے لہو کی بو
کوئی نہ دے سکے ترے ایثار کا بدل
دنیا میں ماں نہیں ہے ترے پیار کا بدل
آنچل میں اپنے تو ہے محبت لئے ہوئے
قدموں تلے تو بیٹھی ہے جنت لئے ہوئے
خدمت کرے جو ماں کی ہو جنت اسے نصیب
ماں کا جو دل دکھائے وہ دوزخ کے ہے قریب
ماں سے سوا نہیں ہیں جہاں بھر کی راحتیں
ہیں ہیچ ماں کے آگے زمانے کی دولتیں
وہ خوش نصیب ہے جو کرے ماں کا احترام
جنت میں پائے گا وہ یقیناً بڑا مقام
اللہ کرے کہ ماں کا رہے سر پہ سائبان
جنت ہے ماں کے دم سے مجھے تو یہی جہان

✠ ✠

ریاض احمد خمارؔ (بنگلور)

✠

نہ رہا دار الاماں اے ماں ترے جانے کے بعد
نہ رہا وہ گلستاں اے ماں ترے جانے کے بعد
نہ رہے محل ومکاں اے ماں ترے جانے کے بعد
نہ رہے خُرد وجواں اے ماں ترے جانے کے بعد
زندگی بارِ گراں اے ماں ترے جانے کے بعد
ہوگئے خاطر نشاں اے ماں ترے جانے کے بعد
دل نہیں لگتا یہاں، اے ماں ترے جانے کے بعد
خواب میں ترے نشاں اے ماں ترے جانے کے بعد
ہے اداسی آویزاں اے ماں ترے جانے کے بعد
دل بہلتا ہے کہاں اے ماں ترے جانے کے بعد
کس سے کہتا داستاں اے ماں ترے جانے کے بعد

✠ ✠

حصیر نوری (مرحوم)

✠

پیکر مادر جو رفعت ہو گیا
اب خیال آیا مجھے تنہا ہوں میں
ہمنفس اب دردِ فرقت ہو گیا
اب نظر آیا ہے مجھ کو کیا ہوں میں
دور اب عہد مسرت ہو گیا
اب یقین آیا کہ بے پروا ہوں میں
کل مشیت کی ادائیں ساتھ تھیں
ان کے سائے میں وہ راحت مل گئی
صبح کو نکلا دعائیں ساتھ تھیں
شام کو آیا تو شفقت مل گئی
وقت کی سب ہی ہوائیں ساتھ تھیں
میں سمجھتا تھا کہ فرحت مل گئی
سب رفیقوں کی صدائیں ساتھ تھیں
سب عزیزوں کی محبت مل گئی
انکے سائے ہی میں راحت تھی مری
ڈھونڈتا ہوں اب اسی راحت کو میں
دید ان کی روحِ قوت تھی مری
اب ترستا ہوں اسی صورت کو میں
ان کے زیر گام جنت تھی مری
اب کہاں پاؤں گا اس جنت کو میں
ہجر کے احساس کی حد سے پرے
ہوں دعا گو ہاتھ سینے پہ دھرے
حق تعالیٰ مغفرت ان کی کرے
قبر گلہائے عنایت سے بھرے

حقانی القاسمی (دہلی)

✠

بچھڑتے وقت
گلی کے موڑ پر
ماں کی اداس آنکھوں میں
ٹھہرے ہوئے آنسو
میری آنکھوں میں
رواں ہیں
اب تک
اپنی مٹی سے
ہزاروں میل دور
دل کی قبر پہ
آنسوؤں کے چراغ
روشن کر کے
زندگی کے اندھیروں کو لوٹ آیا ہوں
یہ اندھیرے مٹیں تو
کہوں ان سے جا کر
میری ماں معاف کرنا
کچھ دیر ہوئی آنے میں مگر
گلی کے موڑ پر ٹھہرے ہوئے
تیرے آنسو بچا کے لایا ہوں
تیری زندگی ساتھ لایا ہوں

✠ ✠

نذیر ایے قمرؔ (میڈرڈ اسپین)

✠

ایک سعادت ہے پاؤں میں رہنا
ماں کے آنچل کی چھاؤں میں رہنا
میں نے سیکھا ہے والدہ تجھ سے
شاد، غم کی ہواؤں میں رہنا
چاہتا ہوں میں آج بھی یارو!
ماں کی بستی میں، گاؤں میں رہنا
ایک راحت ہے خوش نصیبی ہے
ماں کی میٹھی دعاؤں میں رہنا
بھول سکتا نہیں مجھے تیرا
میری خاطر بلاؤں میں رہنا
ماں کو دکھتا ہے آج بھی کتنا
میرا ہر پل خطاؤں میں رہنا
ماں کی الفت کا آسرا ہے قمرؔ
میں نے چھوڑا خلاؤں میں رہنا

✠ ✠

پروفیسر غفار بابر (پاکستان)

✠

بجھ گئی صبحِ طرب، شامِ الم باقی ہے
فصلِ گل ختم ہوئی، عہدِ ستم باقی ہے

اے لبِ کوثر و تسنیم تبسم افشاں
خشک آنکھوں میں تری یاد کا نم باقی ہے

عہدِ حاضر کے دہکتے ہوئے دوزخ کی قسم
دل کی جنت میں ترا نقشِ قدم باقی ہے

اب میرے سر پہ دُعاؤں کا وہ سایہ نہ رہا
ترکشِ وقت! کوئی تیرِ ستم باقی ہے؟

تھا تیرے دم سے کبھی اوجِ ثریا پہ وقار
اب تو بس ماں! تیری یادوں کا بھرم باقی ہے

لوحِ دل پر میں تیرا نام لکھوں گا جب تک
ان لرزتے ہوئے ہاتھوں میں قلم باقی ہے

✠ ✠

قیوم اثر (مرحوم)

✠

اے مری نظر سے دور
نغمہ ہائے تر سے دور
آہِ کارگر سے دور
حدِّ نامہ بر سے دور
دور ہر اثر سے دور
کچھ تجھے خبر بھی ہے
مجھ پہ کیا گزرتی ہے
اے مری ماں ......!

✠ ✠

پروین شیر (کناڈا)

✠

وہ تاروں کا جھرمٹ
جو تاریک راہوں کو پرنور کردے
وہ ساون کی برکھا
جو سوکھی زمینوں کو سیراب کردے
وہ زرخیز مٹی
جو بیجوں سے پودے
جو پودوں سے انکھوے نکلنے تلک
سبزہ وگل کو سینے سے اپنے لگائے
وہ گھنگھور بادل
جو سایہ فگن ہو جھلستی ہوئی کھیتیوں کے سروں پر
وہ ٹھنڈی ہوا جس میں جو پسینہ سکھائے
بدن کو گجروم سا تازہ بنائے
زمستاں کا سورج
جو یخ بستہ جاں کو
حرارت کی بانہوں میں آکر سمیٹے
وہ تُو ہے......!
جو تُو ہے، تو محفوظ میرا جہاں ہے
ترے دم سے ہے پُرسکوں میری دنیا
فلک پر خدا ہے
زمیں پر ہے تو ماں......!

✠ ✠

ممتاز پیر بھائی (پونہ)

✠

ساری زندگی
دیتی ہے وہ صرف قربانی
واردیتی ہے اپنا سب کچھ
دن کا چین راتوں کی نیند
آرام اور سکھ کی گھڑیاں
ارمان اور ساری خوشیاں
اپنے جذبات و احساسات
ساری دلی خواہشات
اور ممتا بھرے لمحات
اپنا سب کچھ لٹا دیتی ہے
اپنی ہستی مٹا دیتی ہے
اولاد کی خاطر
سمجھتی ہے اسے اپنا اوّلین فرض
ممکن ہی نہیں اتار سکیں اسکا قرض
دودھ کی ایک ایک بوند
جاگتی راتوں کا ایک ایک پل
ممتا کے درد کا ایک ایک لمحہ
نہیں دے سکتے بدلہ ان سب کا
چاہے دے دیں اپنی ساری زندگی
مجسم ایثار و پیار کی مورت
بے لوث ہے اس کی محبت
یہی ہے اسکا کمال عظمت
کہ اس کے قدموں تلے ہے جنت

✠ ✠

ڈاکٹر امام اعظم (دربھنگہ)

✠

یہ زندگی کا حوصلہ جس نے دیا وہ ماں ہے تو
مجھ کو ملا جو مرتبہ جس نے دیا وہ ماں ہے تو
ہم سوچنا کب سیکھتے ہم بولنا کب سیکھتے
سچ دیکھنے کا آئینہ جس نے دیا وہ ماں ہے تو
ہستی میری کچھ نہیں تیرا ہی مجھ پر یہ کرم
سرمایہ ہے جو بھی مرا جس نے دیا وہ ماں ہے تو
چاہے کوئی مشکل رہی یا گرم سورج سر پہ ہو
اس گھڑی لطف ردا جس نے دیا وہ ماں ہے تو
نیکی بدی کا فرق بھی مجھ میں نہ ہوتا عمر بھر
مجھ میں ہے جو طرز وفا جس نے دیا وہ ماں ہے تو
کیسے نہ تو ممتاز ہو کیوں کر نہ تجھ پہ ناز ہو
قدموں میں جنت کا مزا جس نے دیا وہ ماں ہے تو
اعظم کہاں سے جانتا دین کیا دنیا ہے کیا
خوف خدا ذکرِ خدا جس نے دیا وہ ماں ہے تو

✠ ✠

ڈاکٹر راحت سلطانہ (حیدرآباد)

✠

مری امّی
تمہیں بچھڑے ہوئے مدت ہوئی لیکن
تمہاری یاد ابھی تک دل میں زندہ ہے
میں کیسے بھول سکتی ہوں
تمہاری چاہتیں امّی
تمہاری شفقتیں امّی
تمہاری مامتا امّی
میں کیسے بھول سکتی ہوں
کہ تم نے مجھ کو پھولوں کی طرح پالا
جب مجھے چوٹ لگتی تھی
تڑپ جاتی تھیں تم امّی
تمہاری گود میں جو چین ملتا تھا مجھے امّی
میں سب کچھ بھول جاتی تھی
سکونِ دل میسر تھا
میرے سکھ کے لئے امّی
سہے ہیں دکھ بہت تم نے
میں کیسے بھول سکتی ہوں
تمہارے پاؤں کے نیچے مری جنت
کہ تم میرے لئے اللہ کی رحمت
وہ دن میں کیسے بھولوں گی
ہمیشہ یاد رکھوں گی!

✠ ✠

رفیق شاھین (علی گڑھ)

✠

دکھوں کی ماری ہوئی میری پیاری پیاری ماں
یہ خوش نصیبی ہے میری کہ تیرا بیٹا ہوں
میں تیری جان ہوں تیرے جگر کا ٹکڑا ہوں
میں کچھ نہ ہو کے بھی تیری نظر میں ہیرا ہوں
غرض کہ تجھ کو میں دل سے بھلا نہ پاؤنگا
میں تیرے دودھ کا قرضہ چکا نہ پاؤنگا
میں تیرے دل سے کبھی دور جانہ پاؤنگا
میں جانتا ہوں تو راتوں کو اٹھ کے روتی ہے
غلاف تکیوں کے اشکوں سے تو بھگوتی ہے
بتا تو کس کے لئے اپنی جان کھوتی ہے
ترے دکھوں کا سبب میرا باپ ہی تو نہیں
بتا اے ماں کہیں میں اس کا پاپ ہی تو نہیں
ملے جو باپ تو کہ دوں تو میرا باپ نہیں
تو اپنے آپ میں خود پاپ ہے میں پاپ نہیں

✠ ✠

عطا عابدی (پٹنہ)

✠

مجھ سے کچھ بھی نہ ہوسکا اے ماں
مغفرت کی ہے بس دعا اے ماں
تیرے لطف و کرم کا احساں کا
کروں کس طرح شکریہ اے ماں
کاش بن جاؤں پھر سے میں بچہ
سر پہ پھر ہاتھ ہو ترا اے ماں
بے بسی بے کسی کے عالم میں
ہے سہارا تری دعا اے ماں
یاد آتے ہی دل مچلتا ہے
میٹھی باتوں کا ذائقا اے ماں
میری خاطر بچائے گا اب کون
اپنے حصے کی بھی غذا اے ماں
تیری خوشبو تھی جس کے دامن میں
وہ مکاں بھی کہاں رہا اے ماں
تیری یادوں کی رہ گزر میں ہے
میری سوچوں کا قافلا اے ماں
تو نے مجھ کو خدا کو سونپا تھا
بس اسی کا ہے آسرا اے ماں
ڈھونڈتا ہے ہر ایک ماں میں تجھے
تیرا بیٹا ترا عطا اے ماں

✠ ✠

صوفیہ انجم تاج (امریکہ)

✠

تری تصویر جو مدت سے گھر کے ساز و سامان میں
کہیں کھوئی ہوئی تھی
کل مجھے جب مل گئی
تو میں نے شفقت سے بھرا (لہجے کا سارا بانکپن چھوکر)
لگا کر آنکھ سے اور آنسوؤں کی پشپ مالا سے سجا کر
اک کرسٹل کے چمکتے فریم میں جل دی
اسی نے میرے طفل زندگی کی فکر کو اونچی اڑانیں دیں
میری انگلی پکڑ کر پاؤں پاؤں مقام کر مجھ کو
اٹھایا اور پھر اڑتے، چمکتے جگنوؤں کے ساتھ اڑانے کا
ہنر بخشا
شعوری زندگی کی سب دشائیں
معنویت، استعارے، صنعتیں
تشریح یعنی سب کو ائف شعر سمجھائے
سمندر سی عمیق آنکھوں نے میرے لفظ و معنی میں
نمود کشف کی گہرائیاں بھر دیں
صداقت کی زباں کو گیت کا لہجہ عطا کر کے
مسلسل گنگنانے کے لئے میٹھی زباں بخشی
مجھے تپتے ہوئے چھت پر
سنہری اوڑھنی سے ابر کے رنگوں میں گھل کر
شعر کہنے کا ہنر بخشا
مری ماں، یہ تیری تصویر اب بھی ہے
مرے رنگ سے جڑے ٹیبل پہ جو اکثر
مجھے ہر بات پر اک درس دیتی ہے
مجھے جھکنے نہیں دیتی

مگر احساس کیوں ہوتا ہے مجھ کو آج اے انجم
کہ میں کچھ روز سے خود سے گریزاں تو ہوں لیکن اب
تیری تصویر سے پہلو بچا کے ایسے چلتی ہوں
کہ جیسے تو فقط تصویر ہے اک نقش، اک خاکہ
یہ کیوں ہے؟ کچھ تمہیں سمجھاؤ مجھ کو ماں
کہ میں خود ماں ہوں اور یہ بھی سوچ سکتی ہوں
کہ کل شاید
میری بیٹی میری تصویر جب دیکھے گی، تو کیا وہ بھی
اسی فکر و تردد میں گھلے گی، پیش و پس میں

✠ ✠

سجاد بخاری (چنئی)

ماں کی گودی
راحت کا پہلا گہوارہ
ماں کی لوری
سنگیت کا پہلا رس
ماں کی بولی
پہچان کا پہلا لمس
ماں کا نوالہ
زبان کا پہلا ذائقہ
ماں کی انگلی
امید کی پہلی کرن
ماں کی نظر
عافیت کا پہلا تعویذ
ماں کا پیار
چاہ کا آبشار!

✠ ✠

غلام سبحانی اطہرؔ (الہ آباد)

✠

وہ اک شاہزادہ، وہ صحرا کا راہی
وہ جس کا کہ حصہ رہا قصرِ شاہی

وہ اک شاہزادہ عجب اک پسر ہے
پسر وہ کہ مجبورِ حکم پدر ہے

وہ جس سے کہ منسوب اک شاہزادی
وہ اک شاہزادی، سفر کی وہ ساتھی

وفا کی ڈگر پر وہ یوں ہمسفر ہے
کہ جیسے وہی اس کی جیون ڈگر ہے

مقدر کبھی تھا بھَوَن باس ان کا
مگر آج حصہ ہے بن باس ان کا

وہ ماں باپ، گھر سے جدائی کا عالم
عجب ایک عالم، عجب عالمِ غم

وہ چہرے پہ روشن عجب ایک سرخی
عجب شمع سی غم کی تجلّی

مگر ماں پہ غالب عجب ایک طوفاں
عجب ایک طوفاں کہ ہے قہر ساماں

بلکتی، سسکتی، سلگتی سی پیہم
وہ اک ماں کہ سرتا قدم شعلۂ غم

وہ اک ماں کہ آہوں میں یکسر ڈھلی سی
دھواں ہو کے اطہرؔ وہ بکھری ہوئی سی!

✠ ✠

پروفیسر انجم اعظمی (پاکستان)

✠

راشد چپ چاپ سو رہے ہیں
ناصر میاں فرش دھو رہے ہیں
نسرین کپڑے بدل رہی ہیں
نیّر گڑیا سے کھیلتی ہیں
نوشین نے کتاب ہاتھ میں لی
تصویر اِدھر اُدھر سے دیکھی
اب پھاڑ رہی ہیں اس کو بیٹھی
اک ایک ورق الگ کریں گی
منہ دھو کے نگار آ گئی ہیں
آئینے کے سامنے کھڑی ہیں
دو بھائی، بہنیں ہیں چار ان میں
ہیں سب سے بڑی نگار ان میں
ابو تو گئے ہوئے ہیں دفتر
امی رہتی ہیں ساتھ گھر پر
اس وقت پکا رہی ہیں کھانا
بچوں کو پکا کے ہے کھلانا
وہ ڈال رہی ہیں جلدی جلدی
سالن میں نمک، توے پہ روٹی
مل جائے جوان کو اس سے فرصت
بچوں کی کریں وہ تھوڑی خدمت
گھر بار سنبھالنا ہے مشکل
چھے بچوں کا پالنا ہے مشکل
ان سے ہی مگر خوشی ہے ماں کی
ماں جیسی نہیں ہے کوئی ہستی

ترتیب

گفتنی: مناظر عاشق ہرگانوی -7

پہلی بات : شاہد نعیم - 8

نظم / غزل

- سردار جعفری 10
- قمر رئیس 10
- عبدالمنان طرزی 11
- ابن صفی 11
- نشتر خانقاہی 12
- شاہد میر 12
- ف س اعجاز 13
- نذیر فتح پوری 14
- وفا اعظمی 15
- سوہن راہی 15
- محبوب راہی 16
- مامون ایمن 16
- حلیم صابر 17
- سلیم انصاری 17
- عارف نقوی 18
- شباب للت 18
- ظفر گورکھپوری 19
- عبدالاحد ساز 20
- منور احمد کنڈے 20
- ریاض احمد خمار 21
- حصیر نوری 21
- حقانی القاسمی 22
- نذیر اے قمر 22
- غفار بابر 23
- قیوم اثر 23
- پروین شیر 24
- ممتاز پیر بھائی 24
- امام اعظم 25
- راحت سلطانہ 25
- رفیق شاہین 26
- عطا عابدی 26

شاھین رضوی (کویت)

✠

اپنی امی کی گود میں سر رکھتے ہی
ان کی خوشبو محبت، دعاؤں کی تاثیر سے
لطف و فرحت کے ابواب کھلتے گئے
لمحہ بھر کے لئے مجھ کو ایسا لگا
میں بھی برگد کی ٹھنڈی گھنی مہرباں
طلسمی چھاؤں میں آگئی
خامشی، خاربند راستے اور تنہائیاں
پرسش غم کی چہرے پر پرچھائیاں
جسم وجاں میں لہو کی طرح دوڑتی
غم کی شہنائیاں
کئی دیدہ و نادیدہ مجبوریاں
اکتساب بزایک شکستہ بدن
درد کی کھائیاں
ان گنت گونگے دکھ
دربدر رائیگاں بے اماں
مخزن حزن کی بزم آرائیاں
میری بے خواب آنکھوں کی ساری جلن
مفلسی خستگی عمر بھر کی تھکن
ماں کی پاکیزہ خوشبو کے احساس نے
میری بے نور آنکھوں کو بینائی دی
ان کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے مس کرتے ہی
خاک نے زخم دل کی مسیحائی کی
میری امی نے ماتھے پر بوسہ دیا
بس اسی ایک لمحہ میں روتے ہوئے
میں نے رب سے کہا
اے .... خدا !
ساری ماؤں کو عمرِ خضر کر عطا !

✠ ✠

نظر زیدی (پاکستان)

✠

ماں کے پیروں میں جنت ہے، بلکہ ماں ہی جنت ہے
دکھ سہ کر سکھ دینے والی ماں اللہ کی رحمت ہے
اپنے ننھے بچوں کو ماں یوں پروان چڑھاتی ہے
کھانا، پینا چلنا پھرنا سب کچھ انھیں سکھاتی ہے
پیار کی میٹھی لوری دے کر سکھ کی نیند سلائے ماں
اچھی چیزیں سب بچوں کی، روکھی سوکھی کھائے ماں
دنیا میں جو بازی بھی جیتی ہے شاہسواروں نے
یہ طاقت بخشی ہے ان کو ماں کے دودھ کی دھاروں نے
جس نے ماں کا کہنا مانا وہ اونچا انسان بنا
جس نے ستایا اپنی ماں کو وہ پکا شیطان بنا
بھول کے بھی اے پیارے بچو! امی کو نہ ستانا تم
شان سے رہنا اس دنیا میں دودھ بتاشے کھانا تم

✠ ✠

منصور خوشتر (دربھنگہ)

✠

رکھی تھی شرطِ وفا عاشق سے اک معشوق نے
دل وہ اپنی ماں کا لائے کاٹ کر اس کے لئے
اس نے اپنی ماں کا دل پہلو سے کر ڈالا جدا
اور ہتھیلی پر اسے رکھ کر چلا وہ دوڑتا
راہ میں ٹھوکر لگی اور منھ کے بل وہ گر پڑا
ماں کے دل سے تب یکا یک آئی اک ایسی صدا
"پیارے بیٹے! چوٹ تو زیادہ نہیں تم کو لگی
شرط پوری کر اسی میں ہے اگر تیری خوشی"
ماں کی ہستی کا نہیں دنیا میں ہے ثانی کوئی
اس کے دل میں خاص اک خوبی خدا نے ڈال دی
ماں کی اس ممتا کا حق کیا ہو ادا اولاد سے
کر دعائے خیر ہی خوشتر سدا ان کے لئے

✠ ✠

تحسین منور (حیدر/آباد)

✠

ہنستی ہوگی، روتی ہوگی، ہنستی ہوگی ماں
'ت کو گھر کے کس کمرے میں جلتی ہوگی ماں
باپ کا مرنا میرے لئے جب اتنا بھاری ہے
اس کے بنا تو روز ہی جیتی مرتی ہوگی ماں
بابو جی گھوڑی پر چڑھ کر گھر آتے ہونگے
اپنی یاد میں دلہن جیسی سجتی ہوگی ماں
پانی کا نلکہ کھولا تو آنسو بہہ نکلے
گہرے کنویں سے پانی کیسے بھرتی ہوگی ماں
میری خاطر اب بھی چاند بناتی ہوگی نا
جب بھی توے پر گھر کی روٹی پکتی ہوگی ماں
اپنی آنکھ کا نور تو وہ بس مجھ کو کہتی تھی
میری بھیجی چٹھی کیسے پڑھتی ہوگی ماں
میری لمبی عمر کی عرضی ہونٹوں پر لے کر
مندر کے سب زینے کیسے چڑھتی ہوگی ماں

✠ ✠

✠

الفؔ اللہ، ہمیں سکھلانے والا نطق ہے محروم گویائی
وہ جس نے انگلیوں کو تھام کر چلنا سکھایا
اسے چلنے کی حسرت نے رلایا
ترے مفلوج تلوے چوم کر
کچھ آبلے جب جب بھی روتے تھے
سلگتے خشک آنسو، روح کا دامن بھگوتے تھے
دوائیں خود سے شرمندہ
دعاؤں کا اثر مشکوک
اپنی ناخلف خدمات سب نامعتبر
زمیں پر پاؤں دھرنا خواب کی بات
ذرا کروٹ بدلنا بھی
کسی کا زیرِ بارِ منت احساں تھا
پھر اتنا کڑا لمبا سفر؟؟؟
سانسیں بکھرنے تک
یہی کرب و اذیت آخری میراث ٹھہری
کچھ نہ کر پانے کی یہ قاتل خلش
یہ بے بسی میراث ٹھہری
مرے ان بے ہنر ہاتھوں نے جب سے
تین مٹھی خاک کا ہدیہ دیا ہے
مرے ہاتھوں میں تیرے ہاتھ زندہ ہیں!
تری بے نور ہوتی آنکھوں کی شمعیں
مری جلتی ہوئی آنکھوں میں
میرے ساتھ زندہ ہیں!
مرا دل اک دھڑکتی قبر، جس میں
ماما کے لمس کی صورت، تو زندہ ہے
سو اس کے ماسوا جو کچھ مری بے مایہ دنیا ہے
وہ سب نابود ہے شاید!
ترے معدوم کا حصہ، مرا موجود ہے شاید!!

✠ ✠

نگار عظیم (دہلی)

✠

ماں کتنی پیاری ہوتی ہے
ماں کتنی نیاری ہوتی ہے
دل کی سچی ہوتی ہے ماں
سب سے اچھی ہوتی ہے ماں
ماں کے دم سے برکت ہے
اسی سے ساری رحمت ہے
پھولوں کی برسات ہے ماں
خوشیوں کی سوغات ہے ماں
جب ماں کا آنچل کھلتا ہے
مت پوچھ کہ کیا کیا ملتا ہے
ماں تو ہے انمول رتن
جنت کے خوابوں کا چمن
ماں کی دعائیں ملتی ہیں
تو ہر قیمت پر پھلتی ہیں
آنکھیں نم ہیں میری آج
کون خبر لے میری آج
نہ آنچل نہ بوسہ اب
نہ ممتا نہ غصہ اب
تیری کمی جب کھلتی ہے
دل پہ آری چلتی ہے

✠ ✠

مہر افشاں فاروقی (الہ آباد)

✠

میری امی کی میز جس پر وہ کام کرتی تھیں
مجھے یاد ہے کہ اس پر قلم کاغذ، یادداشتوں، چھوٹی موٹی چیزوں
کے درمیان ایک گلاس پانی سے نیم لبریز اور اس میں
چمپا کے پھول، کبھی دو کبھی تین مجھے یاد ہیں
وہ محفوظ سی جگہ بھی مجھے معلوم تھی
جھاڑیوں کے تختے کے پیچھے جہاں چمپا کی جھاڑی اگی تھی
چھوٹی سی جھاڑی جس کے تنے پتلے پتلے گرہوں والے
جن کی شاخوں پر ملائی سے رنگ کے سفید پھول
ان کی موٹی موٹی مخملی پنکھڑیاں
بہت حسین تو نہیں لیکن مہکتی ہوئی اور کیسی عمدہ خوشبو
مجھے پتہ نہیں شاید وہ کسی سے انھیں منگوا لیتی ہوں گی کیونکہ
میں نے کبھی انھیں پھول توڑتے دیکھا نہیں
گھر کے پھاٹک پر
اور اپنے اسکول میں، میں نے چمپا کے پودے بو دیئے
یہاں میرے کام کرنے کی میز پر
پانی سے نیم لبریز ایک گلاس میں
چمپا کے دو پھول ہیں

✠ ✠

سید نصرت بخاری (پاکستان)

✠

اس کا لہجہ شربت، امرت، باقی سارا زہر
اس کے دم سے ہر سُو خوشیاں اس کے دم سے خیر
دلکش دلکش لاکھوں چہرے ایسا کس کا روپ
اس کی چھاؤں ٹھنڈی ٹھنڈی باقی ساری دھوپ
سچی دولت ماں کی چاہت باقی سب بے کار
ماں خوش بو میں لپٹا جھونکا ماں پھولوں کا ہار
شیریں لَے میں سُچا نغمہ، سچا سُچا ساز
میٹھے سر ہیں، میٹھی دُھن ہے میٹھی ہے آواز
سچی چاہت اپنی ماں کی باقی سارا جھوٹ
تجھ سے وہ ہرگز نہ روٹھے تو جتنا بھی روٹھ
ماں مالا ہے اس مالا میں پتھر بھی ہیں لعل
یہ مالا نہ ٹوٹے نصرتؔ جیوے سو سو سال

✠ ✠

خورشید رضوی (پاکستان)

✠

ماں جہاں بستی ہے ہر چیز وہاں اچھی ہے
آسماں! تیرے ستاروں سے زمیں اچھی ہے
ماں کے ہونے سے مری عمر رواں ساکن ہے
سر پہ اک ابرِ خنک، سایہ کناں ساکن ہے
ماں کا ہونا عملِ خیر کے ہونے کی دلیل
ریگِ ہستی میں دمکتے ہوئے سونے کی دلیل
ماں کا دل نقطۂ پرکارِ نظامِ ہستی
ماں کے ہاتھوں کے سبب گردشِ جامِ ہستی
ماں جو تڑپے تو رگِ سنگ سے شبنم پھوٹے
آگ میں پھول کھلیں، خاک سے زمزم پھوٹے
راستہ بند جو ہو، ماں کی دعاؤں سے کھلے
ماں کے اشکوں سے مرا نامۂ اعمال دُھلے
ماں ہے وہ چھاؤں جہاں لو بھی خنک ہو جائے
بارِ ہستی مرے کاندھوں پہ سبک ہو جائے
مجھ پہ یہ چھاؤں سدا، بار خدایا، رکھنا
سر برہنہ ہوں، مرے سر پہ یہ سایہ رکھنا

✠ ✠

شاہ حسین نہری (اورنگ آباد، مہاراشٹر)

✠

آپ شمشیرِ جاں کہاں ہے
میرے بازو، میں جاں کہاں ہے
روئے خاطر نشیں کہاں وہ
نام تو ہے، نشاں کہاں ہے
نرم باتیں، گداز آنچیں
ہیں کہاں، وہ یہاں کہاں ہے
خود کو میں آج کیسے پرکھوں
جانِ آئینہ ساں کہاں ہے
سایہ سایہ جہاں کا عالم
وہ فلک سائباں کہاں سے
تھک گیا ہوں میں بے تحاشا
تیری آغوش، ماں ! کہاں ہے
سیر میں ہے ریاضِ جاں کی
شاہ! تیرا جہاں کہاں ہے

✠ ✠

ریاض احمد خمارؔ (بنگلور)

✠

جھیلتی ہے خود مصیبت غم نہاں رکھتی ہے ماں
اپنے بچوں کو ہمیشہ شادماں رکھتی ہے ماں
ایک اک تلخی کو پی جاتی ہے خاموشی کے ساتھ
گھر سدا معمورۂ امن و اماں رکھتی ہے ماں
میلا میلا ہی سہی، میرے لئے آنچل میں اک
چاند تاروں سے منور آسماں رکھتی ہے ماں
ذائقہ بالکل جدا ہے اس کا، اکثر باندھ کر
اپنے پلّوں میں جو میٹھی ٹافیاں رکھتی ہے ماں
آؤ دنیا کے الم ہم بھی مٹالیں، رکھ کے سر
گود میں اپنی سکونِ قلب و جاں رکھتی ہے ماں
کھونے والے کھو چکے ہیں، پانے والے پا گئے
اپنے قدموں میں متاعِ دو جہاں رکھتی ہے ماں
زندگی کی چلچلاتی دھوپ میں ہر پل خمارؔ
اک دعا سر پر بہ شکل سائباں رکھتی ہے ماں

✠ ✠

میرؔ ہاشم (اورنگ آباد، مہاراشٹر)

✠ ✠

وہ ایک ابر مرے سر پہ سائباں کی طرح
شعاع مہر کی حدت سے نا شناسا تھا

مگر مجھے کبھی احساس دھوپ کا نہ ہوا
اگر چہ سایہ زمیں پر بھی میرا پڑتا تھا

ہر ایک مرحلۂ پُل صراط سے گزرا
وہ اک دعائے مجسم کہ تھام کر جس کو

بھلے برے سبھی دن میں نے اپنے کاٹ دیئے
تمام عمر اسی سایہ دار پیڑ تلے

اسی کی گود میں منہ کو چھپا کے رو دیتے
جو کچھ بھی دل پہ گزرتی کسی سے کیا کہتے

بہت ہوا تو اسی سے کہا دعا کے لئے
اٹھے نہ ہاتھ کبھی اپنے التجا کے لئے

وہ ایک عمر تحیّر کی ذہن چھوٹا سا
اسی کے روپ میں میں نے خدا کو دیکھا تھا

خدا کہاں ہے؟ زمیں کیوں ہے، آسماں کیا ہے
کئی سوال لبوں پر مچلتے رہتے تھے

ستارے دن میں کہاں چھپ کے بیٹھ جاتے ہیں
یہ چاند کس لئے چلتا ہے ساتھ ساتھ اپنے

کہاں سے آتی ہے کس طرح سے برستی ہے
درخت کون اگاتا ہے؟ اور یہ بارش

شب سیاہ میں جب کوئی راستہ نہ ملے
دل و نگاہ کو اس نے شعور بخشا تھا

سیاہیوں کا جگر چیرتی نظر آتی
تو ماہتاب کی مانند اس کی پیشانی

کہ اس کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہونگے
اسی بھروسے پہ دل حوصلہ نہیں ہارا

بس ایک رات میں دنیا بدل گئی میری
خدا کے پاس کا بس ایک ہی وسیلہ تھا

چمک رہا ہے مرے سر پہ بے طرح سورج
نہ ابر ہے نہ شجر ہے نہ سائبان کوئی

زمین زیرِ قدم ہے نہ آسماں سر پر
جھلس رہا ہے کڑی دھوپ میں وجود مرا

خدا سے ٹوٹ گیا آج رابطہ میرا
خدا کہاں ہے؟ خلاؤں میں ڈھونڈتی ہے نظر

✠ ✠

سید جعفر امیرؔ (یوایس اے)

✠

میں ہوا بے خانماں اے ماں ترے جانے کے بعد
جس میں رہتی تھی ترے دم سے بہارِ جاوداں
محفلیں ہوتی تھیں جس میں وہ شبستاں نہ رہا
جو چلی بادِ خزاں تو گُل بکھر کر رہ گئے
کیا کہوں میں کیسے تڑپا ہوں تمہاری یاد میں
ہائے وہ تیری محبت، ہائے وہ ایثار جاں
عمر پیری میں ادھر کچھ یاد رفتہ اور ہے
کیوں تری آواز آتی ہے شبِ خاموش میں
پھول کھلتے ہیں ابھی تک آم پر آتا ہے بور
تربتِ نیساں پہ تیری جا کے رولیتا ہوں میں
کس طرح کاٹی امیرؔ بے وطن نے زندگی

✠ ✠

قمر سنبھلی (ممبئی)

✠

سُرخرو مجھ کو سدا میرے خدا نے رکھا
ہر قدم سایہ میری ماں کی دعا نے رکھا
میری آواز کو محفوظ خلا نے رکھا
دیر تک محو خود اپنی ہی نوا نے رکھا
سخت جانی پہ دیے کی تمہیں حیرانی کیوں؟
خود اسے اپنی حفاظت میں ہوا نے رکھا
آگہی میری، مرے واسطے قاتل ٹھہری
بے سکوں مجھ کو مرے ذہن رسا نے رکھا
لاکھ چاہا نہ خراشیں ہوں بدن کی ظاہر!
مُنفَعِل مجھ کو مگر چاکِ قُبا نے رکھا
میرے حق میں ہوئی دیوار مری خودداری
نہ کہیں کا بھی مجھے میری اَنا نے رکھا
بخششیں مجھ پہ ہمیشہ رہیں تیری یارب!
اُٹھے ہاتھوں کا بھرم تیری عطا نے رکھا
کتنی پُر کیف قمرؔ اپنی ہی آواز لگی!
مجھ کو باندھے ہوئے گنبد کی صدا نے رکھا

✠ ✠

محسن جلگانوی (حیدرآباد)

✠

یاد آتا نہیں کبھی مجھ کو
میری ان بدنصیب آنکھوں نے
تیرا پیکر کہیں پہ دیکھا تھا
یا ترے نور کا ہیولا سا
میری پلکوں کو چھو کے گذرا تھا
لمس تیری گداز بانہوں کا
میرے سینے کے پار اترا تھا
گرم موسم کی دھوپ میں تو نے
کب مرے سر پہ ہاتھ رکھا تھا
میرے ہونٹوں کی کپکپاہٹ نے
ماں کا یہ لفظ کب پکارا تھا
یاد آتا نہیں کبھی مجھ کو

☆

یہ سنا ہے سیاہ موسم میں
دور کے گاؤں سے پری کی طرح
تو اجالوں کے ساتھ آتی تھی
مٹیوں سے بنے گھروندے کو
تو نے جنت بنا کے رکھا تھا
آنے والی رُتوں کے منظر پر
میرا چہرہ سجا کے رکھا تھا
مرگ آسیب کی شقاوت نے
تیرے خوابوں کا آئینہ لیکر
کرچیاں میرے نام لکھ ڈالیں

☆

میرے اس گھر میں ایک عورت ہے
جس نے میرا تمام سود و زیاں
اپنی مٹھی میں باندھ رکھا ہے
سارے رشتوں کے زخم سیتی ہے
وہ مرے درد کی مسیحا ہے
میری ان بدنصیب آنکھوں نے
تجھ کو دیکھا نہیں کبھی لیکن
ماں! کسی روز خواب میں آکر
صرف اتنا مجھے بتا دینا
تو بھی کیا بس اسی کے جیسی تھی......؟

✠ ✠

عقیل شاداب (کوٹہ)

✠

گیتا ہے قرآن ہے ماں
سرتاپا بھگوان ہے ماں
اس کی ممتا اپرمپار
جسم ہے بچہ جان ہے ماں
ساری صفات خدا کی ہیں
کہنے کو انسان ہے ماں
ہر اک بندے کے اوپر
اللہ کا احسان ہے ماں
کتنی مشکل ہے ہستی
اور کتنی آسان ہے ماں
سارے بچے چھوڑ گئے
تنہا ہے حیران ہے ماں
حشر میں ہوگا اس سے نام
ہم سب کی پہچان ہے ماں
خود اپنے بچے کے لئے
دین ہے ماں ایمان ہے ماں
جان فدا کر دیتی ہے
بچوں پر قربان ہے ماں
سانس کی گرمی ہے جیون
اور مرلی کی تان ہے ماں

✠ ✠

فصیح اللہ نقیب (اکولہ)

✠

جبینِ صبح پر کرنوں کی اجلی جگمگاہٹ ماں
شفق میں شام کے ماتھے پہ رنگوں کی گھلاوٹ ماں
اجالوں میں گلابوں کی رگوں کی تمتماہٹ ماں
اندھیروں میں فرشتوں کے پروں کی سرسراہٹ ماں
سکوں دل کا، اماں جاں کی، نگاہوں کی لگاوٹ ماں
کسی معصوم بچے کے لبوں کی مسکراہٹ ماں
چہکتی سی ہواؤں میں مہکتی سی فضاؤں میں
چمن میں طائرانِ خوش نوا کی چہچہاہٹ ماں
محبت کی، دعاؤں کی، کرم کی، مہربانی کی
ہراک ممتا بھرے احساس کے قدموں کی آہٹ ماں
طراوت بھی، لطافت بھی، نزاکت بھی، نفاست بھی
گلِ تازہ پہ شبنم کی لرزتی جھلملاہٹ ماں
صدا پُر کیف نغمے کی، مدھر آواز لوری کی
سریلی تان دوہے کی، غزل کی گنگناہٹ ماں

✠ ✠

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

✠

مہرباں تو شفیق تو ہے ماں
ہمنوا تو رفیق تو ہے ماں
تو جہان بھر میں منفرد ممتاز
اپنے بچوں کی ہے تو ہی ہمراز
جیسے بادِ نسیم بادِ صبا
ترے آنچل کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
تیرے ہر لفظ میں غضب کی مٹھاس
تیرے افکار میں گلوں کی باس
تو ہی ہمدرد و غم گسار ہے ماں
گھر کی رونق ہے تو بہار ہے ماں
تو ہے نیکی کی خیر کی مورت
کتنی پُر نور ہے تری صورت
وہ اثر ہے تری دُعا میں ماں
لوٹ آجائے تن سے جاتی جان
میری خاطر تو بھوکی سوئی ہے
میرے دُکھ میں تو پہروں روئی ہے
تو ہی حق کا سبق پڑھاتی ہے
راہ نیکی کی تو بتاتی ہے
ساری دُنیا میں کون تجھ سا ہے
ماں تری گود اک مدرسہ ہے
اس سے ظاہر ہے ماں تری عظمت
تیرے قدموں کے نیچے ہے جنت
ہے وہی اس جہاں میں خوش قسمت
پائی ماں کی سعادتِ خدمات
زندگی میری تیرا قرض ہے ماں
تیری خدمت بھی مجھ پر فرض ہے ماں

✠ ✠

✠

ترا وجود کہ پیکر جو اک وفا کا تھا
خدا کا لطف تھا اور لطف انتہا کا تھا
ترا سخن کہ جو اُترا مری سماعت پر
سحر کے دوش پہ جھونکا عجب صبا کا تھا
جواب لتی ہے تو کنگال خود کو لگتا ہوں
تری حیات کہ پیہم کرم خدا کا تھا
کروں تلاش کہاں میں بہ حالِ رنج اُسے
ترا کلام کہ نسخہ مری شفا کا تھا
طلب کروں بھی تو پیدا کہاں ہے ابر ایسا
مری نظر پہ جو سایہ تری ردا کا تھا
ترے خلوص سے شاید نہ محو ہو اب بھی
مرے بدن پہ جو ہالہ تری دعا کا تھا

✠ ✠

دلدارؔ ہاشمی (پونہ)

✠

مری آنکھوں نے جو دیکھا وہ جلوہ لیکے آیا ہوں
میں جنت تو نہیں جنت کا نقشہ لیکے آیا ہوں

وہ جنت جسمیں ہردم چاندتارے رقص کرتے ہیں
بہاریں رقص کرتی ہیں، نظارے رقص کرتے ہیں

نگاہیں جھومتی ہیں اور اشارے رقص کرتے ہیں
محبت سے گلے مل مل کے سارے رقص کرتے ہیں

سکونِ قلب وجاں بخشا ہے اس نے بےقراروں کو
دیا ہے حوصلہ جینے کا اس نے بے سہاروں کو

سکھایا کھیلنا موجوں سے طوفاں سے کناروں کو
اسی نے تازگی بخشی ہے گلشن کی بہاروں کو

اسی کی ہر ادا سے نور کا چشمہ ابلتا ہے
اسی کی روشنی میں ڈوب کر سورج نکلتا ہے

اسی کا نام لیکر یہ جہاں کروٹ بدلتا ہے
اسی کی آرزو میں یہ چراغ زیست جلتا ہے

سمجھ کر بھی نہ جو سمجھے اگر میرے اشاروں کو
وہ کیا دیکھے گا جنت اور جنت کے نظاروں کو

جھکایا اپنے قدموں میں اسی نے تاجداروں کو
بنایا اہلِ عرفاں اس نے دنیا میں ہزاروں کو

یہ بلبل کا ترانہ ہے گلوں کا بانکپن بھی ہے
یہ رنگین شام بھی ہے صبح کی پہلی کرن بھی ہے

کسی کی ماں بھی ہے، بیٹی بھی ہے پیاری بہن بھی ہے
محبت کا ہے گہوارہ، وفا کی انجمن بھی ہے

ٹپکتی ہیں ہزاروں خوبیاں اس کی نگاہوں سے
زمانہ فیض پایا ہے اسی کی درسگاہوں سے

ہے اونچا مرتبہ اس کا جہاں کے بادشاہوں سے
یہ مہکا دے گلی کوچے، چلے جب شاہراہوں سے

یہی وہ شانِ قدرت ہے کہ جس کا نام عورت ہے
یہی وہ باغ جنت ہے کہ جس کا نام عورت ہے

یہ سچ ہے ماں کے قدموں کے تلے آباد جنت ہے
اسی کے دم سے اے دلدارؔ گھر گھر میں محبت ہے

✠ ✠

پروفیسر عنایت علی خاں (حیدرآباد)

✠

تو کیا جانِ پدر تم بھی پرندے تھے کہ اپنا یہ پرانا آشیانہ
بھول بیٹھے ہو
پرندوں کو تو الفت عارضی ہوتی ہے، بچوں سے
جواں ہو جائیں تو ان سے تعلق ہی نہیں رہتا
مگر انسان کو قدرت نے دیئے اولاد وہ جذبہ دیا ہے
جو سلگتی آگ کی صورت دھواں دیتا ہی رہتا ہے
کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا
تمہاری ماں کی آنکھوں سے سلگتی آگ کی چنگاریاں
اشکِ رواں بن بن کے گرتی ہیں
مگر اس شعلۂ جاں سوز کا کوئی شرارہ بھی
تمہارے خرمن دل تک نہیں جاتا
مسائل کا یہ پشتارہ کہ جو میری کمر کو توڑے دیتا ہے
تمہیں اس کا بھلا احساس کیسے ہو
کہ تم اپنی سبک سرزندگی کی
سرخوشی کے کیف سے نکلو تو وہ ایام یاد آئیں
کہ جب تم اپنی ماں کی گود کو جنت
اور اپنے باپ کے کاندھوں کو افلاک سے اونچا سمجھتے تھے
وہ جنت آج ویراں ہے
وہ کاندھے زندگی کے بوجھ سے
یوں جھک گئے جیسے
خزاں دیدہ شجر کی ٹہنیاں ہوں
ہاں سنو بیٹے!
تمہاری ماں نے آنکھوں میں کل آنسو روک کر
اور کانپتے ہونٹوں سے مجھ سے
یہ کہا تھا
سنو جی! کل جو خط لکھو
تو میرے لال کو لکھنا کہ بیٹا!
تیرا بیٹا بھی خدا رکھے سیانا ہو
تو تو اس کو کہیں پردیس میں جانے نہ دینا
اس کی ماں کے پاس ہی رکھنا!

✠ ✠

اسد اعوان (پاکستان)

✠

لوریاں دے کے سلایا ہے مری ماں نے مجھے
جب بھی سینے سے لگایا ہے مری ماں نے مجھے
چاند نے چوما ستاروں نے مرے بوسے لیے
جب بھی ہاتھوں پہ اُٹھایا ہے مری ماں نے مجھے
میں بکھر جاتا کہیں دنیائے بدخو میں مگر
اپنے آنچل میں چھپایا ہے مری ماں نے مجھے
میری قسمت پہ سبھی رشک کیا کرتے ہیں
یوں زمانے میں بنایا ہے مری ماں نے مجھے
اپنے اشکوں کو پسِ مژگاں چھپا کر اکثر
میں نے دیکھا ہے سجایا ہے مری ماں نے مجھے
میں کہاں بچتا زمانے کی بری نظروں سے
ہر گھڑی آ کے بچایا ہے مری ماں نے مجھے
یہ بھی کیا کم ہے کہ اولادِ پیغمبرؐ کا اسد
اک عزادار بنایا ہے مری ماں نے مجھے

✠ ✠

خالد رحیم (کٹک)

✠

ماں۔ میری ماں
تو نہیں ہے تو کیا
ذہن میں آج بھی
نورِ شفقت سے روشن
دمکتی ہوئی
تیری ممتا کی بھولی
صورت کو۔ محفوظ پاتا ہوں میں

ماں۔ میری ماں
تیرے ہونٹوں سے نکلی ہوئی ہر دعا
سایہ بن کر مرے ساتھ چلتی رہی
کامرانی کی منزل دکھاتی رہی
فکر کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں
تیرے آنچل کی ٹھنڈک کو محسوس کرتا رہا
تیری شفقت کے سائے کو نزدیک پاتا رہا
.... میں سدا
ماں۔ میری ماں
تیرے ہاتھوں کی روٹی کی سوندھی مہک
سبزیوں میں ترے پیار کا ذائقہ
اور گاجر کا حلوہ، ملذ ذ غذا
بھول سکتا نہیں
میں کبھی بھول سکتا نہیں
تیری یادوں کو دل میں بسائے ہوئے
ذہن میں تیری قربت کے لمحے سمیٹے ہوئے
دیکھتا ہوں تجھے

دور رہ کر بھی تو۔ میری ماں
آج بھی پاس ہے
مجھ کو احساس ہے
میرے بچپن کے دن
وہ شرارت کے دن
میرے اسکول جانے کی تیاریوں میں
.... وہ مصروف ہونا ترا
مسکراتے ہوئے ڈانٹنا
اور پھر
مجھ کو روتا ہوا دیکھ کر
گود میں اپنی لے کر مجھے چومنا
تیری بے لوث الفت وہ شکوہ گلہ
آج بھی یاد ہے
میری تعلیم کے واسطے تیری جدوجہد
ہر قدم مشکلوں سے وہ لڑنا ترا
میری خاطر پریشانیوں سے گزرنا ترا
مجھ کو پڑھتا ہوا دیکھ کر رات بھر جاگنا
کامیابی کی ہر پل دعا مانگنا
آج بھی یاد ہے میری ماں
تیری چاہت تھی میں۔ ایک دن
کامیابی کی منزل پہ آؤں نظر
تیری قربانیوں کو صلہ مل گیا
تیری ہر اک دعا ہو گئی معتبر!!

✠ ✠

✠

مجھے یاد ماں کی پھر آنے لگی ہے مرے دل کو کتنا دُکھانے لگی ہے
مری ماں بہت پیار کرتی تھی مُجھ سے
تھپک کر ہر اک شب سلاتی تھی مجھ کو
کبھی جب نہ سوتا تھا، روتا اگر تھا
تو ہر بار لوری سناتی تھی مجھ کو
مجھے یاد ماں کی پھر آنے لگی ہے مرے دل کو کتنا دُکھانے لگی ہے
اگر کھیل میں چوٹ لگتی تھی مجھ کو
تو ماں کی دو آنکھوں سے بہتے تھے آنسو
''سنبھل کر سدا کھیلنا میرے بچّے''
یہی مجھ سے ہر بار کہتے تھے آنسو
مجھے یاد ماں کی پھر آنے لگی ہے مرے دل کو کتنا دُکھانے لگی ہے
مجھے کرنے دیتی نہ تھی کام کوئی
وہ خود اپنے ہاتھوں سے ہر کام کرتی
کبھی یہ نہ کہتی کہ ''میں تھک گئی ہوں''
کبھی تھک کے بھی وہ نہ آرام کرتی
مجھے یاد ماں کی پھر آنے لگی ہے مرے دل کو کتنا دُکھانے لگی ہے
سکھاتی تھی وہ دین کی بات مجھ کو
یہ کہتی تھی مجھ کو کہ تعلیم کیا ہے
''سبھوں سے تم اک جیسا برتاؤ کرنا''
بتاتی تھی اخلاق و تعظیم کیا ہے
مجھے یاد ماں کی پھر آنے لگی ہے مرے دل کو کتنا دُکھانے لگی ہے

✠ ✠

✠

ماں کا آنچل
دُھوپ میں بادل

☆

ماں کی باہیں!
نیند کی راہیں

☆

ماں کا دامن!
ہنستا ساون!

☆

ماں کی انکھیاں!
آس کی سکھیاں

☆

ماں کا غُصّہ
پیار کا حصہ

☆

ماں خود کیا ہے؟
صرف دُعا ہے!

☆

ایسی دُعا ہے
جس کی فضا ہے

☆

سُندر، سُندر!
مہکی، مہکی!

قاضی فراز احمد (رتنا گیری)

ماں! اٹھا شہر کی جلتی ہوئی تصویر اٹھا
دیکھ! دھرتی کے یوں اب ساتوں طبق جلتے ہیں
چیخنا مت، نہ ابھی نالۂ شب گیر اٹھا
ہاں! صحیفوں کے بھی اوراق و سبق جلتے ہیں

معبدوں کے در و دیوار ہیں شق جلتے ہیں
صحن میں شیشہ و پتھر ہی برستے ہیں ماں!
آج تہذیب کا ہم لے کے قلق جلتے ہیں
ابر برسے بھی تو پانی کو ترستے ہیں ماں!

اتنی حدت ہے کہ چہرے بھی جھلستے ہیں ماں!
آتشیں لفظ ہیں تقریر سے بھی آگ لگے
درد و احساس گوانگاروں کے رستے ہیں ماں!
ہر خبر جلتی ہے تحریر سے بھی آگ لگے

آگ جذبات و تنفس میں نوا میں ہے ماں!
آگ بارود میں برفاب و ہوا میں ہے ماں!

حشمت فتح پوری (ہوڑہ)

تُجھ سے بڑھ کر کوئی شئے بھی نہیں
تو جیسی بھی تھی/ میری ماں تھی
تیری آغوش میں ہوش سنبھالا
پَل بڑھ کر جوان ہوا
آج جب بڑھاپے میں قدم رکھا
تو سُنتا ہوں کہ تُو چلی گئی، سدا کے لئے چلی گئی
نہیں، ہرگز نہیں
تو میرے روم روم میں بسی ہوئی ہے
میری روح میں تحلیل ہوگئی ہے
میرا خون تیرا ہی خون ہے
دُنیا میں کسی کی بھی ماں مرتی نہیں ہے
وہ تو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے
میری ماں بھی مَری نہیں، زندہ ہے
کیونکہ/ میں اس کی جیتی جاگتی تصویر ہوں

شمشاد جلیل شاد (پونہ)

✠

آ ؤ ہم سب سپنے بانٹیں
کچھ پورے اور کچھ ادھورے
میٹھے میٹھے چلبلے سے
آ ؤ ہم سب سپنے بانٹیں
میرا بھی ایک سپنا سن لو
تم بھی ہنس لو اور مسکا لو
سپنے میں ہر وقت میں اپنے
ایک ننھی بچی بن جاتی
ٹھمک ٹھمک اسکول میں جاتی
سنگ سکھیوں کے مزے اڑاتی
چاکلیٹ بسکٹ ٹافی کھاتی
نیند یارانی اور سپنوں سے
آنکھوں کو میرے بھر کے جاتی
بڑا مزہ آتا تھا مجھکو
خواب میں دیکھ کے خود کو بچی
آنکھ میری جب کھل جاتی تھی
ساتھ میں سوئی بیٹی کو دیکھ
مجھکو خوب ہنسی آتی تھی
ایک دن یوں بھی سپنا آیا
سپنے میں یہ دیکھا میں نے
ساتھ میں میری بیٹی بھی تھی
ایک سے یونیفارم ہمارے
دو چوٹی اور بن باندھے
کالے کالے جوتے پہنے
کندھوں پر بستوں کو اٹھائے
جاتے تھے اسکول کو اپنے
ایسے سپنے ہر دم مجھ کو
آجاتے تھے آجاتے تھے
جب میری بیٹی بڑی ہوئی
ایک دن میں نے مزے مزے میں
اس کو اپنا سپنا سنایا
سن کر وہ تو خوب ہنسی
پھر مجھ سے کہنے لگی
ڈونٹ وری اومی میری
جو بھی سپنا تم نے دیکھا
وہ سپنا مجھ کو دے دو
اب میں اس کو پورا کرونگی
میں اس کی تعبیر بنوں گی

✠ ✠

ضیاء خان (ممبئی)

✠

امی یہ جو آکاش پہ بکھرے ہیں ستارے
ہیروں سے ہیں اچھے، پھولوں سے ہی پیارے

گر حکم دو امّی تو میں آکاش پہ جاؤں
ان چاند ستاروں کو دامن میں اٹھالاؤں

کردوں میں عقیدت سے امی انھیں نذرانہ
بس شفقت مادر سے لبریز ہو پیمانہ

دنیا میں مری امّی توسایۂ رحمت ہے
اے پاک خدا بیشک امی تری نعمت ہے

درجہ ترا جنت میں اعلوں سے بھی اعلیٰ ہے
اور سارے زمانے سے تو برتر و بالا ہے

مانگیں جو بزرگوں سے منت ہے مری امّی
میرے لئے دنیا میں جنت ہے مری امّی

تو مژدۂ رحمت ہے، تو عید ہلالی ہے
تو نور محمدؐ ہے، تو عشقِ بلالی ہے

سرمایۂ ہستی ہیں یہ ماں کی دعائیں بھی
کس پیار سے لیتی ہے وہ سر کی بلائیں بھی

اے بار الٰہی تو بس اپنی عنایت رکھ
امی کا مرے سایہ تو سر پہ سلامت رکھ

جنت کے دریچوں سے آتی ہیں صدائیں جو
سکھ چین اٹھائے گا، لے ماں کی دعائیں جو

بس ماں کی محبت جو پابند نہیں ہے
زنداں میں مذاہب کے یہ بند نہیں ہے

یہ نسل اور رنگ کی زنجیر سے ہے آزاد
بس ماں کی محبت سے دنیا ہے یہ آباد

قلب ضیاء کو تونے ہی بخشا ہے جو کمال
کرلے قبول ماں کی دعا ربّ ذوالجلال

✠ ✠

منّان بجنوری (ممبئی)

✠

وہ ماں
اک بیٹا جس کی گود میں تھا
کوکھ میں دوجا
مقدر نے ستم ڈھائے تھے جس پر نو جوانی میں
سبھی ارماں کئے تھے دفن جس نے
جواں شوہر کی تربت میں
جواں تھی خوبصورت تھی کئی پیغام آئے عقد ثانی کے
مگر اسکو نہ تھا منظور
اپنے نونہالوں کی محبت میں مخل ہونا کسی کا
اسلئے لڑتی ہوئی ہر ایک مشکل سے اکیلی
پرورش کرتی رہی انکی
چھپا کر جسم للچائی نگاہوں سے
بڑھے جو ہاتھ ہمدردی جتا کر اسکے سینے تک
جھٹک ڈالے حقارت سے
اسے امید تھی بیٹے بڑے ہونگے تو
ساری مشکلیں ہوجائیں گی آساں
مگر دونوں ہی بیٹوں نے جواں ہوکر
ملادیں خاک میں ساری تمنائیں
نکالا گھر سے باہر بیویوں کے کہنے میں آکر
غضب تو یہ ہے انکی بیویاں غصّے سے کہتی ہیں
گئی ہوگی کہیں اپنے پرانے یاروں سے ملنے!

✠ ✠

احد پرکاش (بھوپال)

✠

خدا کو کسی نے نہیں دیکھا
کیسا ہوگا؟
سب سوچتے ہیں
سوچتے تھے؟
ماں تمہارے چہرے پہ
جو نور ہے
اس میں ہلکی سی جھلک
خدکی ہے
وہ جیسا ہوگا
ماں سے ملتا ہوگا!

✠ ✠

عثمان انجم (وشاکھاپٹنم)

✠

میں اندر کی
سب پرتیں
کھول رہا ہوں
جن میں ماں کے
سارے پیڑ اُگے ہیں
رحمتِ باری ہے بس
ماں کا سایہ
اور گھنیری چھاؤں کی چادر
میرے اندر
ماں کی ٹہنی جھول رہی ہے!
چاہت کے پھل جھوم رہے ہیں!
اور سکوں کا مایہ!!

✠ ✠

نینا جوگن (بھاگلپور)

✠

بس ایک طفل ناداں
آنکھوں کو دے گئی ہے
اک زندگی کا رونا
اک عمر کا اندھیرا
پھر بھی رواں دواں ہوں
دن رات چل رہی ہوں
ایک ہی ڈگر پہ ہر دم !
دردیلی رُت کے لمحے
جب گھیرتے ہیں مجھ کو
فیض و کرم کی چادر
اور نور ڈھونڈتی ہوں !
رشتے سے بھی ہیں برتر
سب رشتوں سے بھی محکم
یہ رشتہ ماں کا رشتہ
کوئی غرض نہ اس میں
بے لوث پاک رشتہ
خوشبو رچی فلک جو !!

✠ ✠

- صوفیہ انجم تاج 27
- سجاد بخاری 27
- غلام سبحانی اطہر 28
- انجم اعظمی 28
- شاہین رضوی 29
- نظر زیدی 29
- منصور خوشتر 30
- تحسین منور 30
- اقبال خسرو قادری 31
- نگار عظیم 32
- مہر افشاں فاروقی 32
- سید نصرت بخاری 33
- خورشید رضوی 34
- شاہ حسین نہری 34
- ریاض احمد خمار 34
- میر ہاشم 35
- سید جعفر امیر 36
- نازیہ ابرار حسن 36
- محسن جلگانوی 37
- عقیل شاداب 38
- فصیح اللہ نقیب 38
- ریاض انور 39
- ماجد صدیقی 39
- دلدار ہاشمی 40
- عنایت علی خاں 41
- اسد اعوان 41
- خالد رحیم 42
- محسن باعشن حسرت 43
- شاہنواز فاروقی 43
- قاضی فراز احمد 44
- حشمت فتح پوری 44
- شمشاد جلیل شاد 45
- ضیا خان 46
- منان بجنوری 47
- احد پرکاش 47
- عثمان انجم 48
- نینا جوگن 48
- محمد متین ندوی 49
- رزاق افسر 50
- حافظ کرناٹکی 51
- حفیظ انجم کریم نگری 51
- محمد اسلم غازی 52
- فرخندہ شمیم 53
- خورشید بسمل 53

محمد متین ندوی (سرونج)

✠

اس کی یاد ستا رہی ہے
ساتھ میں بیوی ہے بچے ہیں
اور ضروریات زندگی بھی
لیکن پھر بھی
ہماری بے چینی بڑھتی ہی جا رہی ہے
پردیس میں دل نہیں لگ رہا ہے
اس کی محبت
اس کا پیار
یاد آ رہا ہے
آنسو جاری ہیں
دور یہاں سے دور
کوئی مجھے بھی یاد کر رہا ہے
اس کے دل کو قرار نہیں
اسے نیند نہیں آتی
کھانا بھی اچھا نہیں لگتا
اس کا بدل کوئی نہیں
یہ بیش بہا نعمت
اس کے قدموں تلے جنت
اس کی چاہت بے غرض
اس کی محبت ریا سے پاک
دونوں عالم کا مالک
اسے ہمیشہ خوش رکھے
یہی میری تمنا ہے دعا بھی
میری ماں
مجھے معاف کرنا

یہ دنیا
یہ دنیا کے جھمیلے
یہ بیوی، یہ بچے
تجھ سے جدا ہونے پر مجبور کئے ہوئے ہیں
لیکن ان کا بھی کیا قصور
میرے سوا ان کا کون ہے
کون انھیں دیکھے
کون ان کا خیال رکھے
اگر میں بھی بے فکر ہو جاؤں

✠ ✠

رزاق افسر (وشاکھاپٹنم)

✠

شفقتِ پدری کا سایا
ان دنوں سر سے اٹھ گیا
جب بچپن کا موسم
اور بچپن کے کھلونے
میرے ہمدم تھے
ماں!
اے پیکرِ شفقت ماں
اس صدمے کا غم
تم سہہ نہ سکیں
اور ان دنوں
تم نے آنکھیں موندلیں
جب میرا بچپن
مجھ سے بچھڑا نہ تھا
مجھے یاد نہیں
کہ تم اور ابا کی
شکل وشباہت کیسی تھی
گھر سنسار کیسا تھا
ایک عرصے بعد
یہ سب جاننے کے لئے
میرا ذہن بے چین تھا
وہ تمام آئینے
ٹوٹ چکے تھے
جن میں ماضی کا ایک عکس محفوظ تھا
کہیں سے کچھ پتہ نہ چلا
اب اس خیال سے
دل بے چین ہے
کہ کل روزِ محشر
ماں
میں تمہیں پہچانوں
تو کیسے پہچانوں
ماں تم سے گزارش ہے
کہ کل روزِ محشر
تم آگے بڑھ کر
میرا ہاتھ تھام کر کہنا
آ بیٹے
میں تیری ماں ہوں

✠ ✠

امجد حسین حافظ کرناٹکی (شموگہ)

✠

ہر ذمہ داری خوب نبھاتی تھی میری ماں
گھر کو بہشت رنگ بناتی تھی میری ماں

یوں بھی ہوا ہے سخت مصائب کے دور میں
خود بھوکی رہ کے ہم کو کھلاتی تھی میری ماں

ذہنوں سے دھل نہ پاتا جو تقدیر کی طرح
ہر اک سبق کچھ ایسا پڑھاتی تھی میری ماں

پیغمبروں کی ہم کو سنا کر روایتیں
خوابیدہ حوصلوں کو جگاتی تھی میری ماں

اس نے دکھوں سے کھیلا ہے سب جھیلتے ہیں دکھ
ہر ایک صدمہ ہنس کے اٹھاتی تھی میری ماں

روتا تھا آسمان بھی بارش کی شکل میں
جب فرطِ غم سے اشک بہاتی تھی میری ماں

حافظؔ ہر ایک درد اترتا وجود سے
جب پیٹھ تھپ تھپا کے سلاتی تھی میری ماں

✠ ✠

حفیظ انجم کریم نگری (کریم نگر)

✠

یہ تو فرمان ہے حقیقت ہے
ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے
میرے حق میں دعا ہے راحت ہے
دور مجھ سے ہر اک مصیبت ہے
ہے ترے دودھ کا اثر مائی!
مجھ میں ہمت ہے مجھ میں قوت ہے
ناز کرتا ہوں بخت پر اپنے
ماں کی صورت میں گھر میں رحمت ہے
یہ دعاؤں کی دین ہے تیری
مجھ میں جو علم کی یہ دولت ہے
تیرا نعم البدل نہیں کوئی!!
تیری ہر بات میں نصیحت ہے
تیرے ہاتھوں لگائے پودے ہیں
ان گلوں میں بھی تیری نکہت ہے
درس تو نے دیا تھا بچپن میں
سچ بتانے کی مجھ میں جرات ہے
بھول جاتے ہیں ہم جواں ہو کر!!
ماں کو بچوں کی بھی ضرورت ہے
زندگی ماں سنوار دیتی ہے
یہ کہاوت نہیں حقیقت ہے
ماں تو ماں ہے کسی کی ہو انجمؔ!
ماں اگر ہے تو گھر وہ جنت ہے!! ✠ ✠

محمد اسلم غازی (ممبئی)

✠

کل بیس برس گزرے ہیں ماں تجھ کو بچھڑ کر لگتا ہے کہ صدیاں ہوئیں دنیا کو اجڑ کر
میں تیرے بنا خرم و خوش ہوں تو بظاہر لیکن نہ دوبارہ بنی تقدیر بگڑ کر
فردوس میں اللہ رکھے شاد تجھے ماں روزانہ کیا کرتا ہوں میں یاد تجھے ماں
روتا ہوں کہ کیسے ہو خطاؤں کی تلافی اکثر میں کیا کرتا تھا ناشاد تجھے ماں
تو ساتھ تھی جس وقت میں اس وقت تھا نادان درجات و مراتب سے ترے میں رہا انجان
اے کاش تو اب ہوتی تو کرتا تری خدمت افسوس کہ اب پورا نہیں ہوگا یہ ارمان
اولاد کو پروان چڑھانا ہے عبادت لیکن ہے عبادت میں بڑی سخت مشقت
اولاد کو پالا تو یہ احساس ہوا ماں تو نے بھی مرے واسطے جھیلی ہے مصیبت
روزافزوں مرے دل میں ہے اے ماں تری عظمت پہلے سے زیادہ ہے مجھے تجھ سے محبت
یہ بات سمجھنے میں لگی مجھ کو بڑی دیر ماں سے نہیں بڑھ کر کوئی اللہ کی نعمت
میں تیری توجہ بنا انساں نہیں ہوتا کیا کھیت میں اگتا اگر دہقاں نہیں ہوتا؟
محسن میں تجھے اپنی سمجھتا ہوں اگر چہ اولاد پہ ماں باپ کا احساں نہیں ہوتا
ناخواندہ تھی یکسر، تھے مگر تجھ میں بہت گن تونے ہی سکھائے مجھے تہذیب و تمدن
واللہ ترے حسنِ تدبّر کی بدولت اولاد میں تیری ہے سلیقہ و توازن
تنگی میں کیا کرتی تھی تو صبر و توکل تو نے نہ کیا روزوں نمازوں سے تغافل
سائل کوئی مایوس نہ لوٹا ترے در سے ہمسایوں کی امداد رہا تیرا تحمل
ہے بیش بہا ماں تری یادوں کا سہارا طوفان میں کشتی کے لئے جیسے کنارہ
روزانہ میں کرتا ہوں نمازوں میں دعائیں اللہ ملا دے ہمیں جنت میں دوبارہ

✠ ✠

فرخندہ شمیم (پاکستان)

✠

جب بچے نے ایڑی رگڑی
زم زم کا چشمہ پھوٹا تھا
اس کے پیچھے ایک دعا تھی
بچے کی اور ماں کی کتھا تھی!
مائیں دانہ دانہ چن کر اپنا کھانا
ایک امانت رکھ لیتی ہیں
بچہ شاید بھوکا ہوگا
اس نے کھایا
میں نے کھایا
ایک شکم میں جانا ٹھہرا
آپ وہ بھوکی سو سکتی ہیں

☆

سرما کے موسم کی ٹھنڈی سرد ہوا میں
بیٹے کی سانسیں جب بھٹکیں
گھر بھر میں ہوا ایک بچھونا
سارا اثاثہ
مائیں جگر گوشے کو اپنا
گرم بچھونا دے سکتی ہیں
سرد دلاسا لے لیتی ہیں!
مائیں حرارت بن جاتی ہیں!

☆

بیٹا آخر بڑا ہوا ہے
ماں کا کام دعا کرنا ہے
دلہن ہار سنگھار کیے ہے

خورشید بسمل (کشمیر)

✠

اے میری ماں مرے خوابوں کی حقیقت تو ہے
ہوں اگر پھول تو اس پھول کی نکہت تو ہے
اے میری ماں میری سانسوں میں تیرے نغمے ہیں
میں یہ سمجھوں میرے لفظوں کی لطافت تو ہے
اے میری ماں تجھے دیکھوں تو جہاں کو پالوں
دل کی راحت میرے چہرے کی بشاشت تو ہے
اے میری ماں میرا ہر کام ہے تجھ سے آساں
میری دولت، میری عزت، میری شہرت تو ہے
اے میری ماں تجھے اللہ نے یہ رتبہ بخشا
سچ تو یہ ہے میری دنیا میری جنت تو ہے

✠ ✠

ماں لاغر ہے
ہڈی ہڈی بول رہی ہے!!
بیٹا دلہن ساتھ کھڑا ہے
ماں سے لڑ کر ابھی اُٹھا ہے
بیٹے نے دلیے کا برتن چھپا دیا ہے
ماں نے جس کو اپنی خاطر ڈھانپ رکھا تھا
کچھ نہ ملے تو کھا لیتا تھا
بیٹا بے حد خفا خفا ہے
بولا ہے تو یوں بولا ہے
دلہن کا احساس کرو ماں
اس نے بھی ماں بننا ہے!!

✠ ✠

عبیرہ احمد (پاکستان)

✠

ذرا دیکھ
میرے مقدر کی شاخوں پہ
جتنے شگوفے تھے
سب جل گئے ہیں......

مرے رختِ جاں پر
بہاروں کا ضامن
کوئی گل نہیں ہے

ندا یاد کر جب
تری خوش بیانی نے
جھوٹ اور سچ کے تماشے میں
میری زباں کاٹ دی تھی......

وہ دن
شوقِ پرواز میں جب
ترے بازوؤں نے
مری شاخِ جاں کاٹ دی تھی......

ترے مرمریں قصر کے سنگِ بنیاد میں
میرا خوں ہے
ترے بعد برسوں
تمازت میں چل چل کے
میرے قدم تھک گئے ہیں
جبھی یخ کدے میں بھی تو بے سکوں ہے......

مسیحائی کے زعم میں
جتنے نشتر
ترے ہاتھ سے
میری رگ رگ میں اُترے
سبھی پر ترا خوں
مرے خوں کے دھبوں سے لپٹا ہوا ہے

خدا جانتا ہے
رُلایا ہے تو نے
بہت ضبط بھی آزمایا ہے تو نے
مری قطعِ جاں سے ہی تیری نمو ہے

مگر یہ بھی سچ ہے
تری آبرو ہی مری مری آبرو ہے
ترا حال میری نظر سے بیاں ہے
کہ تو میری جاں ہے......

✠ ✠

ڈاکٹر نثار احمد نثار (دھولیہ)

✠

خوش رنگ شخصیات میں ماں کا شمار ہے
ماں کربلائے زیست میں ابر بہار ہے
ماں تیرگی میں روشنی کا آبشار ہے
ہر دور میں یہ آئینہ اعتبار ہے
ہم دیکھتے ہیں ماں کا، جو خدمت گذار ہے
اس پر نزول رحمت پروردگار ہے
جنت ہے ماں کے پاؤں تلے، جانتے ہیں سب
ماں دین مصطفیٰ ﷺ میں بہت ذی وقار ہے
کہتے ہیں ماں کی گود ہے وہ پہلی درسگار
جس پر تمام زیست کا، دارومدار ہے
مشہور ماں کی ممتا ہے کائنات میں
بے لوث کوئی پیار ہے تو ماں کا پیار ہے
جاری ہے نسلِ آدمی جس کے وجود سے
ماں بندگان رب میں وہ تخلیق کار ہے
پلتی ہے ماں کی کوکھ میں کس طرح زندگی
ماں رازدارِ صفتِ پروردگار ہے
بنتے ہیں بگڑتے کام دعاؤں سے بھی نثارؔ
ماں کی دعا نصیب ہو، تو بیڑا پار ہے

✠ ✠

عمران سیتاپوری (سیتاپور)

✠

اے ماں
تیرا خوبصورت سراپا
تیری عظمتیں تیری بڑائیاں
مجھ کو زندگی کی دشواریوں سے لڑنے کا حوصلہ دیتی ہیں
تمہاری یادیں تازہ گلاب کی طرح میرے آس پاس مہکتی ہیں
جی چاہتا ہے کہ
انھیں قید کرلوں
مگر یادیں
یادیں ہوتی ہیں
جو تیرا احساس کرا کر
روح کو جھنجوڑ کر چلی جاتی ہیں
اور چھوڑ جاتی ہیں
ان بھیگی پلکوں پہ
تیرا دھندلا سا عکس
اے ماں
تو آخر کیوں چلی گئی
مجھے اکیلا چھوڑ کر
دنیا کے مسائل میں
الجھ کر رہ گیا ہوں
اے ماں تجھ سے دور ہو کر
میں خود سے دور ہو گیا ہوں

✠ ✠

زرینہ خان (ممبئی)

✠

وہ بچپن جوتمہارا......ان ہاتھوں ہی نے تو سنبھالا تھا
جب قدم تم نے اٹھایا تھا......انگلی پکڑ کے چلنا
......ہم نے ہی تو سکھایا تھا
چلنے کے لئے جب تم نے قدم اٹھائے تھے......
مگر چل نہیں پاتے تھے......
بار بار لڑکھڑاتے تھے......بار بار گر جاتے تھے
اپنے ہاتھوں کا سہارا دے کر......تم کو چلنا
سکھاتے تھے
ماں......لفظ بہت چھوٹا ہے......
مگر درجہ بہت اونچا ہے
توتلی زبان کو بول ہم نے ہی سکھائے ہیں
بچپن سے جوانی تک تمہارا ہی خیال رہا ہے
اپنے سینے سے لگا کر، تم کو ہی پیار کیا ہے
قدرت نے جو ہم کو بخشا ہے
وہ چاند کا اک ٹکڑا ہے......
پیارا پیارا......بھولا بھالا
وہ میرا بیٹا اسلم ہی تو ہے
آنکھ کھلتی ہے تو وہ سامنے ہوتا ہے
آنکھ بند ہوتی ہے تو خوابوں میں آجاتا ہے
سوتے جاگتے خیال اس کا ہی تو رہتا ہے
زندگی میری اس کے ہی دم سے ہے
وہ پھولے پھلے......اور خوش رہے

ریاض الحق قاسمی (مئو)

✠

اے محبت کی امیں اے میری ماں
تیرا احساں مجھ پہ ہے ہر دم رواں
تیری ذات پاک نے بخشا وجود
ورنہ اس دنیا میں ہوتے ہم کہاں
تو سراپا صبر و پیکر پیار کا
ہر نظر تیری ہے مجھ پہ ضوفشاں
تیری خدمت، تیری عزت، میرا فرض
تیرے قدموں کے تلے جنت نہاں
تیرے رتبے کی بلندی ماوریٰ
میں کہاں اور تو کہاں اے میری ماں
تیری عظمت کی قسم قرآن میں
آسماں فخر پر تو کہکشاں
میری خاطر دل دھڑکتا ہے ترا
تجھ پہ میں قربان جاؤں میری ماں

دعاؤں کیلئے یونہی ہاتھ میرے اٹھتے رہیں
اور وہ......دعاؤں کو قبول فرماتا رہے
خوشیوں سے اس کی جھولی بھرتی ہی رہے
ہمیشہ......!

✠ ✠

ڈاکٹر ایم آئی ساجد (کھام گاؤں)

✠

سینے سے لگائے رکھتی ہے
آنچل میں چھپائے رکھتی ہے
سردی گرمی ہو یا بارش
ممتا کو بنائے رکھتی ہے
دُکھ درد مصیبت سہتی ہے
اور کچھ نہ زباں سے کہتی ہے
اک بچہ جب جب ہنستا ہے
ماں بھی خوش خوش رہتی ہے
ماں کی خدمت کرتے رہنا
ہر دم مانو اُس کا کہنا
ممتا اُس کی ہیرا موتی
ماں کی محبت زرکا گہنا
ماں تو اک ایثار کا پیکر
سب کچھ دے یہ بھوکی رہ کر
بچہ جب بھی چاہے ساجد
راج کرے وہ ماں کے دل پر

✠ ✠

خادمؔ عظیم آبادی (پاکستان)

✠

شجر کے سائے میں دن جو گزرے
بتاؤں کیسے بھلانا مشکل
وہ شفقتوں کا حسین پیکر
وہ میری تھوڑی سی مسکراہٹ
کہ جس پہ جاں وہ لٹا رہی ہے
محبتوں سے گندھی ہوئی ہے
وہ لوریوں کا حسیں ترنم
مٹھاس ایسی کہ شہد جیسی
وہ آج تک میری یاد بن کر
تھپک تھپک کر منا رہی ہے
سلا رہی ہے!
وہ سایہ بن کر
حیات بن کر
مجھے تپش سے بچا رہی ہے
وہ میری ماں ہے
وہ میری ماں تھی!!

✠ ✠

جمیلہ شیخ (ممبئی)

✠

یہ فرمانِ محمد مصطفےٰ ہے شک نہیں اس میں
سنورتا ہے مقدر بیٹوں کا ماں کی دعاؤں سے

عزیزو! ماں کی عظمت جان کر غفلت نہ تم برتو
کہ ہے قدموں میں ماں کی جنت الفردوس کا زینہ
یہ چاہیں تو دلا دیں رب سے اپنے بیٹوں کو جنت
یہ چاہیں تو ہوں پوری خواہشیں بیٹوں کی دیرینہ

جہاں میں جس نے رکھا ماں کو خوش ہر وقت تو پھر کیا
بھرا خوشیوں سے دامن اور جاگا بخت بیٹے کا
رکھو تم ذہن میں یہ کہ نہ دکھنے پائے ماں کا دل
جو ماں ہو خوش تو رب بھی خوش رہے خوش دل بھی بیٹے کا

کہاں تک ماں کی ہر تعریف ماں کا درجہ اعلیٰ ہے
خدا نے بخشا ہے وہ رتبہ ہر ماں کو دنیا میں
سنے گا داورِ محشر ہر اک ماں کی دعاؤں کو
کبھی بیٹوں کو شرمندہ نہ ہونے دے گا عقبیٰ میں

کرو تعظیم تم ماں کی عزیزو جب کبھی پاؤ!
کرو حاصل ہمیشہ ماں کے دل کی بھی دعائیں تم
کرے ماں حکم تو سرخم کرو اس حکم کے آگے
کرو ہر حال میں تا عمر بس ماں سے وفائیں تم

ہے بیٹوں کے لئے خوش آئند یہ باتیں زمانے میں
کہ بیٹوں کو خدا محفوظ رکھتا ہے بلاؤں سے

رفیع حیدر (مالیگاؤں)

✠

پھروں میں چاہے جتنا بستی بستی
کہاں پاؤں گا میں تجھ جیسی ہستی
ذرا رونے پہ ٹہلاتی تھی مجھ کو
کھلونے دے کے بہلاتی تھی مجھ کو
تیری بانہیں بنی تھیں میرا جھولا
تجھے بھی یاد ہے میں بھی نہ بھولا
میری نادانیاں، میری شرارت
ملی بدلے میں جن کے تیری الفت
صدا رونے کی میرے جو نہی سنتی
توے پہ چھوڑ آتی اپنی روٹی
میرا گرنا تیرا آنسو بہانا
میرے بچپن کا وہ پیارا زمانا
ذرا سا مجھ کو گرمی جب بھی لگتی
تو پہروں بیٹھے بیٹھے پنکھا جھلتی
رضائی میں اگر کانپوں میں تھر تھر
اوڑھا دیتی تھی مجھ کو اپنی چادر
میں اکثر سوچتا رہتا ہوں اے ماں
چکا سکتا نہیں میں تیرے احساں
کروں گا رات دن میں تیری خدمت
تیرے قدموں تلے ہے میری جنت

- عبیرہ احمد 54
- نثار احمد نثار 55
- عمران سیتاپوری 55
- زرینہ خاں 56
- ریاض الحق قاسمی 56
- ایم آئی ساجد 57
- خادم عظیم آبادی 57
- جمیلہ شیخ 58
- رفیع حیدر 58
- ستار فیضی 59
- تبسم رحمانی اشرفی 59
- انوری بیگم 60
- محمودہ شروانی دعا 61
- اے قیصر عرفان 61
- طفیل ثاقب 62
- ظفر مرزاپوری 62
- حمیدہ سحر 63
- اجے پانڈے سحاب 63
- جلیس نجیب آبادی 64
- نجمہ یاسمین یوسف 64
- آفتاب راجا 65
- گوتم مترا گوتم 65
- تصور اقبال 66
- محمد جان عاطف 66
- قاضی عطاء اللہ 67
- ذوالفقار دانش 67
- سید عارف مجور رضوی 68
- ارشد محمود ارشد 69
- قمر حجازی 69
- محبت خاں بنگش 70
- راؤ وحید اسد 70
- حسن عباسی 71
- سید مقبول حسین 71
- اقبال سحر انبالوی 72
- عرفانہ امر 72
- کنور نسیم 73
- محمد امین بھیلونی 73
- حکیم خان حکیم 74
- محمد ظریف خان 74
- سیدہ نیلوفر نایاب 75
- میاں جاوید جالندھری 75
- رفیع الدین ذکی 76
- امبر رئیس 76
- نورزماں ناوک 77

ستار فیضی (پاکستان)

✠

ماں ترا جو نام ہے
اک بڑا مقام ہے
فاطمہ کا روپ تو
سیتا کا سوروپ تو
پیار کا دیا ہے تو
پیکر حیا ہے تو
پیار کا تو تاج ہے
تجھ سے ہی سماج ہے
تجھ سے خوش ہے یہ جہاں
تو نہیں تو ہم کہاں
تجھ سے ہی نکھار ہے
گھر میں ہر بہار ہے
صبر کا صلہ نہیں
حق ترا ملا نہیں
خوش نصیب ہے وہی
ماں نے دی جسے دعا
ماں کا دل دکھائے گا
دوزخی ہو جائے گا
جس نے قدر کی تری
خوش یہاں رہا وہی
احترام جو کیا
جنتیں وہ پا لیا! ✠ ✠

تبسم رحمانی اشرفی (جے پور)

✠

اپنے بچوں کو ہر آفت سے بچا لیتی ہے ماں
اُن کی خاطر جانے کیا کیا دُکھ اُٹھا لیتی ہے ماں

اپنا غم بچوں کی نظروں سے چھپا لیتی ہے ماں
کچھ نہیں کہتی ہے سب دل پر بتا لیتی ہے ماں

سونپ کر بچوں کے لب کو اپنے ہونٹوں کی ہنسی
اُن کے آنسو اپنی پلکوں پر سجا لیتی ہے ماں

ذہن میں بچوں کے ہوتی ہے اگر اُلجھن کوئی
دیکھ کر صورت کو اندازہ لگا لیتی ہے ماں

ریگزاروں میں کھلا کر اپنی ممتا کے گلاب
وادیٔ صحرا کو بھی گلشن بنا لیتی ہے ماں

اپنے بچوں کی شرارت اپنے بچوں کے عیوب
ساری دنیا کی نگاہوں سے چھپا لیتی ہے ماں

آن جب پڑتی ہے بچوں پر کوئی مشکل گھڑی
موت کی آنکھوں سے بھی آنکھیں لڑا لیتی ہے ماں

✠ ✠

انوری بیگم (جمشید پور)

✠

مری ماں او مری ماں
سناؤں داستاں کیسے میں تیری
چھلک پڑتی ہیں چھل چھل آنکھیں میری
پر افشاں گوہروں کی نوحہ خوانی
سناتی ہیں ہمیں تیری کہانی
کبھی غم کی کبھی باتیں سہانی
تری قربانیوں کی جاودانی
گزرتی خون کے دریا سے ہنس کر
مری خاطر لڑے دنیا سے اکثر
ردائے آتشیں سے تو بچاتی
بلاؤں کو دعاؤں سے جلاتی
مرے ہر درد پر مضطر تو ہوتی
مری ناکامیوں پر چین کھوتی
مری خاطر ہی پہروں جاگتی تو
ہر اک پل میرے پیچھے بھاگتی تو
مری ماں او مری ماں
سناؤں داستاں کیسے میں تیری
چھلک پڑتی ہیں چھل چھل آنکھیں میری
اداؤں میں پری سی تیری الفت
فرشتوں کی صدا سی تیری شفقت
کھلانے کھانا چندہ کو بلاتی
سلانے مجھ کو پریوں کو مناتی
تو ہوتی میری بے خوابی سے مضطر
جھلاتی باہوں کے جھولوں میں اکثر
تو خود تو جاگتی مجھ کو سلاتی
سفر سپنوں کی دنیا کا کراتی

مری آنکھوں میں سپنے تو سجاتی
پکڑ انگلی مجھے رستہ دکھاتی
صدا ہر پل جگاتی تیری مجھ کو
دعا منزل دکھاتی تیری مجھ کو
پریشانی مری تجھ کو رلاتی
ظفریابی مری تجھ کو ہنساتی
مری ماں او مری ماں
سناؤں داستاں کیسے میں تیری
چھلک پڑتی ہیں چھل چھل آنکھیں میری
مری سانسوں کی ضامن تیری الفت
مرے ہر پل کی ساتھی تیری شفقت
اداؤں پر مری تو روٹھ جاتی
شرارت پر مری تو مسکراتی
تو خوشبو بن کے میرے ساتھ رہتی
جہانِ خار کے ہر درد سہتی
ترا ثانی نہیں کوئی بھی صورت
تو ہی الفت، تو ہی ممتا کی مورت
بوئے گل سی بکھرتی تیری ممتا
شعاعوں سی نکھرتی تیری ممتا
ہوا کی لوریاں سی تیری ممتا
گلوں کی پتیوں سی تیری ممتا
تو مرتی اور جیتی میری خاطر
تو روتی اور ہنستی میری خاطر
کسی لمحہ، کسی صورت کسی پل
بجز تیرے نہیں کوئی بھی ہلچل

✠ ✠

محمودہ شروانی دعا (پاکستان)

✠

ماں اک پھول ہے جس کی خوشبو
گھر سارے میں کھلتی ہے مہکتی ہے

ماں اک دستک ہے خوشنما آواز اُس کی
دل کے بند دریچوں کو کھول دیتی ہے

ماں اک رحمت ہے جس کے سائے میں
ہر جواں نسل بڑھتی ہے سنورتی ہے

ماں اک پیار ہے جس کی پرچھائیں بھی
تحفظ کا اک احساس جدا دیتی ہے

رات دیر تک نیند جب نہیں آتی
آکے چپکے سے پاس مرے سلا دیتی ہے

کیسے کیسے درد چھپا کے اپنے اندر
حوصلہ مرا پل پل بڑھا دیتی ہے

رہے لحد تیری شگفتہ و تروتازہ
دعا لب پہ ہر دم یہ رواں رہتی ہے

✠ ✠

ایے قیصر عرفان (بلاری)

✠

بڑی مشکلوں سے گزری مجھے اس نے جان دی ہے
میری توتلاہٹوں کو اس نے زبان دی ہے
بھوکی رہی کبھی تو مجھے دودھ ہی پلایا
لاڈوں سے پالا مجھ کو گودوں مجھے کھلایا
تھکتی نہ تھی کبھی وہ چلنا مجھے سکھایا
اس نے دیا سہارا میں جب بھی لڑکھڑایا
دودھوں نہلایا اس نے اور علم مجھ کو بخشا
ہر جان سے جڑا ہے مضبوط ماں کا رشتہ
میں جب بھی ضد پہ آیا اس نے مجھے منایا
جب رنجشوں میں ڈوبا تب تب مجھے ہنسایا
دل میں سموئے اس نے چشمے محبتوں کے
ہر پل بجھائے اس نے سب نقطے الفتوں کے
سب ملتے ہیں جہاں میں مشکل ہے ملنا ماں کا
ہر بشر کو ہے لازم کرے احترام ماں کا
وہ اپنے آپ میں خود مجسم حیات جیسی
وہ ذات محترم ہے روح کائنات جیسی
اس کی مثال عرفان کوئی نہیں جہاں میں
ماں میری ایک گل ہے نرگس سی گلستاں میں

✠ ✠

طفیل ثاقب (پاکستان)

✠

ماں کے پیروں تلے ہے بہشتِ بریں
ماں کا نعم البدل اس جہاں میں نہیں
ماں کی ہر سانس میں ہے محبت گھلی
اس کی خدمت میں خوش ہیں خدا و نبی
ماں کے جذبہ الفت کی کیا بات ہے
اس کے سینے میں شفقت کی سوغات ہے
لوریاں میٹھی میٹھی سناتی ہے ماں
بہر اولاد سو غم اٹھاتی ہے ماں
کب میسر ہے بزم خورو نوش میں
جو سکوں ہے کسی ماں کی آغوش میں
کوئی بدبخت اس جیسا ہوگا کہاں
بدسلوکی سے ناخوش رہے جس کی ماں
التجاؤں میں ہے نہ دواؤں میں ہے
جو اثر ایک ماں کی دعاؤں میں ہے
ماں کا رشتہ بہر طور بے لوث ہے
ماں کی ممتا سے بڑھ کر نہیں کوئی شے
آؤ سب شوق سے قدرِ نعمت کریں
اپنی ماؤں کی جی بھر کے خدمت کریں

✠ ✠

ظفر مرزا پوری (مرزاپور)

✠

کوئی بھی رُت ہو سکھ سلاتی ہے میری ماں
بچپن کے ہر دکھوں سے بچاتی ہے میری ماں
انگلی پکڑ کے پیار سے ماتھے کو چوم کر
پیروں کے بل بھی چلنا سکھاتی ہے میری ماں
گرتا ہوں چارپائی سے جب جب زمین پر
کس پیار سے زمین سے اُٹھاتی ہے میری ماں
آغوں کے بعد کھلتے ہی میری زباں کو
پہلے نبیؐ کا کلمہ پڑھاتی ہے میری ماں
جاڑا ہو، تیز دھوپ ہو، بارش کا زور ہو
ممتا کی اوڑھنی میں چھپاتی ہے میری ماں
نہلا دُھلا کے پیار سے کپڑے پہناتی ہے
گڈّے کی طرح خوب سجاتی ہے میری ماں
رس گلّہ، کھیر، پوریاں، جلوہ ، جلیبیاں
کیا کیا بنا بنا کے کھلاتی ہے میری ماں
لوری سنا کے رات میں مجھ کو سُلاتی ہے
پَریوں کی داستاں بھی سناتی ہے میری ماں

✠ ✠

حمیدہ سحر (پاکستان)

✠

ماں
مقدس ترین رشتہ ہے
جس کے پیروں تلے
اس کی اولاد کے لئے جنت
خدا نے رکھ دی ہے
مگر یہ فرق ہمیشہ رہے گا پیشِ نظر
کہ یہ مقام جو ماں کو عطا ہوا ہے سحرؔ
ہر کسی کو ملا نہیں کرتا
اہلِ فکر و دانش سے
ایک معصوم سا سوال کروں
بنتِ احمدؐ، حسینؓ کی مدر
دل یقیں ہے نسیم باغ ارم
تو کیا
یزید کی ماں کے قدموں تلے بھی جنت ہے؟

✠ ✠

اجے پانڈے سحاب (رائے پور)

✠

دنیا ہے اک تپتا صحرا تو ہے ٹھنڈی چھایا ماں
میں خود کو مفلس کیوں سمجھوں تو میرا سرمایا ماں

تو ہی ہے بنیاد ہمارے اِن پھیلے سے رشتوں کی
کتنی ہے مضبوط، تری یہ نازک نازک کایا ماں

اس سے اچھے اس سے میٹھے لفظ خدا کے کیا ہونگے
وہ لوری جس کو گا گا کر بچپن میں بہلایا ماں

اپنی کوکھ میں رکھ کر تو نے کی تعمیر مری
میرے جسم کا ہر اک قطرہ تیرے جسم سے آیا ماں

میرے جن گیتوں کی دنیا والے ستائش کرتے ہیں
ان کا پہلا لفظ بھی تیرے لب سے ہی تھا آیا ماں

تو ہی میرا پہلا مندر تو ہی پہلی پوجا بھی
رب کا جلوا سب سے پہلے تو نے ہی دکھلایا ماں

تیرے پیار کی بارش کوئی موسم کی محتاج نہیں
تو نے ہر موسم میں ہم پر یہ بادل برسایا ماں

✠ ✠

جلیس نجیب آبادی (نجیب آباد، یوپی)

✠

بہت سال پہلے
میں اک بھیگی رات میں
آخری شو سے لوٹا تو دہلیز پر میری ماں
آہٹوں سے گلوگیر آواز میں پوچھتی تھی
کہیں میرے بچے کو دیکھا ہے بھائی؟
مجھے یاد ہے اس کے چہرے پہ غصہ نہیں تھا
نہ ہونٹوں پہ حرفِ ملامت، نہ شکوہ
وہ چپ چاپ مجھ سے لپٹ کر
بہت دیر تک روئی تھی
بلاؤں کے ساگر میں ڈوبی ہوئی رات ہے
بادوباراں کے طوفان سے
دیوقامت درختوں نے اپنی جڑیں چھوڑ دی ہیں
ہوا جیسے بجلی کے تاروں سے اُلجھی ہوئی
موت کی راگنی گا رہی ہے
بہت دور سے آرہا ہوں
بہت دیر تک بھیگنے سے بدن کانپتا ہے
مرے گھر کی دہلیز خاموش ہے
اور وہ آنکھیں
جو میرے لئے جاگتی تھیں
یہاں سے بہت دور پیڑوں کے سایے تلے سو رہی ہیں

✠ ✠

نجمہ یاسمین یوسف (پاکستان)

✠

دانشور نہ کوئی معلم نہ ماہ پارہ ہوتی ہے
ماں تو بس بچوں کے لئے طوفاں میں کنارہ ہوتی ہے

لوگوں کی جب گرم نگاہی تن من کو جھلسائے تو
گود کی ٹھنڈک اماں کی گلشن گہوارہ ہوتی ہے

غم کی کالی کالی راتیں جب سر پہ منڈلاتی ہیں
بعد خدا کے ''امی جان'' ہی جگنو تارا ہوتی ہے

عمر سفینہ جب بھی خستہ ہو کے ڈگمگ ڈولے ہے
''میا'' تیری دعاؤں کی پتوار سہارا ہوتی ہے

جب بھی بکھروں اماں اپنی پلکوں سے چن لیتی ہے
سچ پوچھو تو ممتا بے چاروں کا چارا ہوتی ہے

✠ ✠

آفتاب راجا (پاکستان)

✠

تجھ سے جینے کا سلیقہ سیکھا
تیرے مرنے کی ادا بھی دیکھی
ماں تیرے سائے میں رہ کر میں نے
سر پہ شفقت کی ادا بھی دیکھی

وہ دعائیں وہ عطائیں تیری
اب مری زیست کا سرمایہ ہیں
میری آنکھوں سے چھلکتے آنسو
تیری عظمت کے مقابل کیا ہیں

زندگی تو نے گزاری جیسے
اُسکا احساس ہوا کب مجھ کو
وہ کڑے وقت وہ الجھے لمحے
اُن کا ادراک ہوا اب مجھ کو

تیرے چہرے پہ خوشی کے آثار
یہ تیری زیست کا منشور رہا
مشکلوں میں بھی خدا شاہد ہے
مسکرانا تیرا دستور رہا

میں سمجھتا تھا میری ماں تجھ کو
آخری وقت نہ یاد آؤں گا
سن کے پیغام محبت تیرا
اب میں روتا ہی چلا جاؤں گا

گوتم مترا گوتم (کٹک)

✠

چھاؤں والا شجر ہے میری ماں
عافیت کی ڈگر ہے میری ماں
میری تکمیل دین ہے اس کی
اک مکمل ہنر ہے میری ماں
اس کی ممتا ہے آسمانی شئے
اک معزز بشر ہے میری ماں
اس کے قدموں تلے ہی جنت ہے
شک نہیں، معتبر ہے میری ماں
جو بھی کہتا ہوں مان جاتی ہے
رحم دل کس قدر ہے میری ماں
میری ہستی گلاب ہے، گوتم
خوشبوؤں کا سفر ہے میری ماں

✠ ✠

میرے آنسو ہی نہیں تھمتے ہیں
تیری یادوں نے مجھے گھیرا ہے
کون ہے اب جو مجھے پیار کرے
کون ہے اب جو فقط میرا ہے

چن رہا ہوں تیری یادوں کے گلاب
کہ تیرے پیار کی خوشبو مل جائے
اپنی پلکوں میں چھپالوں تجھ کو
جو سرِ راہ کہیں تُو مل جائے

✠ ✠

تصور اقبال (پاکستان)

✠

ماں کے دم سے ہر کسی کو زندگی سے پیار ہے
مان نہ ہو تو زندگی سے ہر کوئی بیزار ہے
ماں کے دم سے گھر میں رونق ہر طرف مہکار ہے
ماں نہ ہو تو زندگی دشوار ہے بیکار ہے
ماں کے دم سے ہر گھڑی صبر و رضا کا درس ہے
ماں نہ ہو تو ہر طرف رستے میں اک دیوار ہے
ماں کے دم سے چشمِ انساں پیار سے لبریز ہے
مان نہ ہو تو بھائیوں کے درمیاں دیوار ہے
ماں کے دم سے قائم و دائم دعا کے سلسلے
ماں نہ ہو تو کون اپنا حامی و غمخوار ہے
ماں کے دم سے دھوپ میں بھی ایک ٹھنڈی چھاؤں ہے
ماں نہ ہو تو چھاؤں میں بھی دھوپ ہے آزار ہے
ماں کے دم سے نام اونچا سب کی اونچی شان ہے
ماں نہ ہو تو جیسے اپنا سر بھی بے دستار ہے
ماں کے دم سے ہر گھڑی اپنا مقدر اوج پر
ماں نہ ہو تو غم سے لڑنا کس قدر دشوار ہے
ماں کے دم سے تشنگی اور بھوک کا کچھ غم نہیں
ماں نہ ہو تو گھر ہے سونا کیا تجھے انکار ہے؟

✠ ✠

محمد جان عاطف (پاکستان)

✠

ماں محبت کا استعارہ ہے
میں نے جس کی نگاہِ روشن میں
اپنی آنکھوں کا نور پایا ہے
اس کی الفت نے اس کی شفقت نے
جس کو خود بھی نہ تھا شعورِ خودی
مجھ کو اس نے شعور بخشا ہے
زندگی کا سرُور بخشا ہے
ماں گھنا سا درخت ہے گویا
جس کی چھاؤں میں جلتے انساں کو
زندگی کا سکون ملتا ہے
دکھ زمانے کے خود وہ سہتی ہے
وہ اتنی عظیم ہستی ہے
جس کی آغوش میں پیغمبرؑ بھی
شاہ بھی اور گدا بھی پلتے ہیں
اس کی ہستی میں عظمتیں کتنی
ماں تو اک نور کا ستارہ ہے
اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے
ماں محبت کا استعارہ ہے

✠ ✠

قاضی عطاء اللہ (پاکستان)

✠

وہ ماں جس نے مری جاں قالب ہستی میں ڈھالی تھی
وہ ماں جس نے یہ کشتِ جاں، خوں دے دے کے پالی تھی
وہ ماں سرمایہ اخلاق، سوز و درد مندی تھی
وہ ماں جو پیکر ہمدردی و اخلاص مندی تھی
وہ ماں سر چشمہ روحانیت تھی واسطے میرے
وہ ماں گہوارۂ انسانیت تھی واسطے میرے
وہ ماں جس نے مجھے پالا تھا آغوش محبت میں
وہ ماں جس سے کوئی بڑھ کر نہ تھا راہِ تلطف میں
وہ ماں جس نے مری ہر بات کو ترجیح اول دی
ہر اک مشکل مری مشکل میں خود پڑ کر بھی حل کر دی
مرے دردوں دُکھوں کو اپنے اوپر لینے والی ماں
مری اک ہائے پرسُو بار سے جاں دینے والی ماں
کہاں پر چھوڑ آئے ماں کو اک سنسان بستی میں
دبا آئے منوں مٹی کے اندر گہری پستی میں
نہیں چلتی ہے کچھ بھی پیش، پیش نظمِ قدرت کچھ
کہ ہے روزِ ازل سے ایسا ہی دستور فطرت کچھ
دُعا شام و سحر تیرے عطاء کی ہے یہی ہر دم
تری مرقد خدا کے نور سے روشن رہے پیہم

✠ ✠

ذوالفقار دانش (پاکستان)

✠

چلی ہے ماں میری لمبے سفر کو
میں کیسے لوٹ آؤں اپنے گھر کو
مجھے معلوم ہے اب ماں نہ ہوگی
میں دستک کس طرح دوں اپنے گھر کو
مری ماں مجھ سے کہتی تھی ہر اک صبح
چلا آیا کر اب تُو جلدی گھر کو
بچھڑنے پہ میں ماں کے سوچتا ہوں
میں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو
میں اڑنا چاہتا تھا ماں کی جانب
نہ جانے کیا ہوا پھر بال و پر کو
سبھی مائیں ہیں دانش ایک جیسی
تو پھر یہ کیا ہوا تیری نظر کو

✠ ✠

سید عارف مہجور رضوی (پاکستان)

✠

ماں کے طفیل مولا
کرتا ہے رد بلائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں کے قدم کے نیچے
جنت کی کہکشائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں کے سبب سے پوری
ہوں گی تری دعائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں میں خدا نے پیدا
اپنی ہی کیں ادائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں کے وجود میں ہیں
پنہاں فقط وفائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
بچوں کا پیٹ بھرلیں
خود کھائیں یا نہ کھائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
خود رُوکھی سُوکھی کھا کر
بچوں کو گھی پلائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
مائیں ہی روکتی ہیں
تپتی ہوئی ہوائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
مائیں ہیں جن کی زندہ
خوشیوں کے گیت گائیں
مائیں نہیں ہیں جن کی
ہر دم وہ تلملائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں کا بدل کہاں ہے
ماں سی کہاں ہے چھائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں کی کریں جو خدمت
وہ جگ میں نام پائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں کو کہاں پہ ڈھونڈیں
ماں کو کہاں سے لائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں چیز وہ نہیں ہے
جس کو خرید لائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ہر چیز وہ نہیں ہے
جس کو خرید لائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ہر چیز بھول جائے
ماں کو نہ بھول پائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
بچوں کی عیب پوشی
کرتی ہیں صرف مائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں کو نہیں گوارا
بیٹوں کو ہوں سزائیں
مائیں ہیں ٹھنڈی چھائیں
ماں ہی کا حوصلہ ہے
دیتی ہے جو دعائیں ✠ ✠

- عاشر وکیل راؤ 77
- خدیجہ خانم 78
- شوکت قریشی 78
- ماہ رخ حفیظ 79
- رضا سرسوی 79
- فطین اشرف صدیقی 80
- محمد حسین مشاہد رضوی 83
- شاہد نعیم 84
- مناظر عاشق ہرگانوی 84

...... رباعی ......

- علقمہ شبلی 85
- حافظ کرناٹکی 86
- مرزا احسن ناصر 87
- وحید واجد 87
- فراغ روہوی 88
- حصیر نوری 88
- عبدالحق امام 89
- محسن باعشن حسرت 89
- شمس افتخاری 90
- وفا صدیقی 90

...... لوری ......

- اقبال حیدر

91...... **ماھیا** ......

- اسلم حنیف 92
- ارباب بزمی 92

...... دوھا ......

- مظفر صدیقی 93
- حبیب راحت حباب 93

...... سانیٹ ......

- سرور عثمانی 94

...... رینگا ......

- مناظر عاشق ہرگانوی 94
- احسان ثاقب 94

✠ ✠

ارشد محمود ارشد (پاکستان)

بڑا ظالم زمانہ ہے بڑی معزور دنیا ہے
یہاں سب رشتے مطلب کے ہوس سے چور دنیا ہے
کسی بھی موڑ پر دنیا جب اپنا رنگ دکھاتی ہے
تو ایسے وقت میں اکثر مجھے ماں یاد آتی ہے
بدن جب ٹوٹ جاتا ہے ستم دنیا کے سہہ سہہ کر
بھگو دیتے ہیں دامن اشک پھر پلکوں سے بہہ بہہ کر
تو ایسے وقت میں اکثر مجھے ماں یاد آتی ہے
بھری دنیا ہے لوگوں کی ، کوئی اپنا نہیں ملتا
میرے آنگن کی بیلوں پر کوئی اب گل نہیں کھلتا
شجر کی سوکھی شاخوں پر جو کوئل گیت گاتی ہے
تو ایسے وقت میں اکثر مجھے ماں یاد آتی ہے
صبح جب گھر سے میں نکلوں دعا نہ اب سنائی دے
میں جس دم لوٹ کر آؤں مجھے نہ وہ دکھائی دے
یہی تنہائی جس دم رات بن کر دل پہ چھاتی ہے
تو ایسے وقت میں اکثر مجھے ماں یاد آتی ہے

☆

اس مطلبی جہاں میں چاہت کہاں ملے گی
ماں تیرے پیار جیسی لذت کہاں ملے گی
تیرے بغیر اے ماں گھیرا ہے مشکلوں نے
میں تنہا لڑ سکوں جو ہمت کہاں ملے گی
اے ماں مرا اثاثہ تیری وہ سب دعائیں
جو مجھ سے کھو گئی ہے دولت کہاں ملے گی
قدموں تلے ہے ماں کی جنت یہ جانتا ہوں
اب ماں ہی جب نہیں ہے جنت کہاں ملے گی
تیرے ہی دم قدم سے دنیا بھی مہرباں تھی
تو ہی جواب نہیں ہے عزت کہاں ملے گی
سب لوگ چاہتوں کے ہیں دعویدار ارشدؔ
پر ماں کے پیار جیسی شدت کہاں ملے گی

قمر حجازی (پاکستان)

جہاں بھر میں مجھے تجھ سے عقیدت ہے مری اماں
مرے دل میں بڑی تیری محبت ہے مری اماں
مری نصرت یہاں تیری دعاؤں کا نتیجہ ہے
خدا شاہد ہے روشن یہ حقیقت ہے مری اماں
خدا کی تو عبادت کر، محمدؐ کی اطاعت کر
مجھے پہلی یہی تیری نصیحت ہے مری اماں
اکابر کے دلوں میں ہے تری الفت، تری چاہت
اصاغر پر مرے تجھ کو فضیلت ہے مری اماں
دعا ہے یہ قیامت تک رہے سر پر ترا سایہ
مجھے تیری عنایت کی ضرورت ہے مری اماں

محبت خان بنگش (پاکستان)

✠

اے مری رہبر مری مونس مری غمخوار ماں
میں ترا لختِ جگر بیٹا ترا دلدار ماں
تو مرا ایمان میری آن میری شان تھی
تجھ پہ اس دنیا میں میری جان بھی قربان تھی
تو نے بخشی تھی ہمیں شفقت کی دولت رات دن
ہم نے پائی تھی ترے قدموں میں راحت رات دن
تو نے ہم سب کیلئے صدمے اٹھائے رات دن
ڈھنگ جینے کے ہمیں تو نے سکھائے رات دن
ہم پہ ہر دم تیری شفقت اور عنایت ہی رہی
تیری آنکھوں میں محبت اور چاہت ہی رہی
داغ میں دل کے زمانے کو دکھا سکتا نہیں
تیری صورت کو میں دل سے بھی بھلا سکتا نہیں
تو تھی میرے دل کی دھڑکن اور مرا ایمان تھی
اس جہاں میں زندگی تھی اور میری جان تھی
میری فرقت نے کیا ہے میرے دل کو سوگوار
دل تڑپتا ہے تری یادوں میں اور ہے بے قرار
میری بہنوں نے بھی کی ہے عمر بھر خدمت تری
اور مری بیوی نے پائی ہے سدا شفقت تری
جب بھی تنہائی میں مجھ کو یاد آجاتی ہے تو
میرے دل میں اور نظروں میں سما جاتی ہے تو
زندگی کی ہر گلی سنسان ہو کر رہ گئی
زندگی تیرے بنا ویران ہو کر رہ گئی
تو نہیں تو اس جہاں کی ہر خوشی بے کار ہے
اب ہمارے واسطے یہ زندگی آزار ہے ✠ ✠ ✠

راؤوحیدر اسد (پاکستان)

✠

پیار تیرا کتنا سندر اور سچا ماں
دیکھتی رہتی ہے تو میرا رستہ ماں
وقت رخصت تیری آنکھ میں جھانکا تو
میں نے اک سیلاب اُمڈتے دیکھا ماں
خود بوسیدہ کپڑوں میں تن ڈھانپ لیا
مجھ کو سجا کر شہزادوں سا رکھا ماں
چندا ماموں جی کی ہر اک لوری میں
روز نیا اک دیکھتا تھا میں سپنا ماں
زر کی خاطر گھر بھی چھوڑنا پڑتا ہے
ورنہ اس جنت سے کون نکلتا ماں
مجھ کو کیوں خوف بھلا پھر دنیا کا
تیری دعا کا سر پہ ہے جو سایہ ماں
میرے خواب تو کب کے چکنا چور ہوئے
بس اب تو ہوں تیرے لئے میں زندہ ماں
میرے بعد پلائے گا پھر کون مجھے
شہد سے میٹھا ایسا دودھ کا پیالہ ماں

✠ ✠

حسن عباسی (پاکستان)

✠

تیرے پیار کا ساون ایسا برسا ماں
تیری آنکھ میں پیار کی نہریں بہتی ہیں
تیرے ماتھے کی کرنوں سے جگ روشن
اپنے پاؤں کی جنت میں اب سونے دے
تیری آنکھ میں نور برستا رہتا ہے
سارا دن کیوں کپڑے سیتی رہتی ہے؟
کیسا روگ لگا رکھا ہے جیون کو!
تنہائی میں کیا کیا سوچتی رہتی
تیری خاطر سارے درد سمیٹوں گا
تیری کھلی بانہوں تک کیسے پہنچوں میں
میں ساحل کی ریت پہ کب کا بیٹھا ہوں
آج کی شب تو پریوں جیسی شکل دکھا
تجھ سے بچھڑا ہوں تو میں ہی جانتا ہوں
چندا ماموں بھی لگتا ہے روٹھ گئے
مطلب کے ہیں اپنے ہوں یا غیر حسنؔ

✠ ✠

سید مقبول حسین (پاکستان)

✠

ٹھنڈا لگتا ہے اب ہر اک صحرا ماں
شہد ترے ہونٹوں کا کتنا میٹھا ماں
تیرے دل کی ہر دھڑکن اک تارا ماں
دھوپ جزیرے میں ہوں صدیوں جاگا ماں
تیرے دم سے گھر ہے چاند کا ٹکڑا ماں
تو نے کیوں اپنا سب زیور بیچا ماں
رنگ ہوا جاتا ہے تیرا پیلا ماں
کچھ تو بول کہ فکر ہیں تجھ کو کیا کیا ماں
میری خاطر تو نے ہر دکھ جھیلا ماں
بیچ میں حائل ہے سانسوں کا رشتہ ماں
تو لہروں کے روپ میں اب تو آجا ماں
گھر آنگن میں بیٹھا ہوں میں تنہا ماں
تیرے بعد ہوا ہوں کتنا سستا ماں
کتنے دنوں سے جگنو بھی نہیں دیکھا ماں
اس دنیا میں بن مطلب کا رشتہ ماں

✠ ✠

اقبال سحرا نبالوی (پاکستان)

✠

مرے چمن میں بہاریں تھیں میری ماں تجھ سے
سجا ہوا تھا مرے گھر کا گلستاں تجھ سے
مری حیات کا ہر لمحہ مسکراتا تھا!
ستارہ میرے مقدر کا جگمگاتا تھا
غم والم کے تھپیڑوں سے دور رکھا مجھے
تمام عمر بکھیڑوں سے دور رکھا مجھے
ہوائے گرم سے محفوظ میں رہا ہر دم
خنک ہوائیں ملیں تیرے سائے میں پیہم
قدم قدم پہ مری رہنمائی کرتی رہی
مرے وجود میں نیکی کا رنگ بھرتی رہی
تری دعاؤں کا تھا فیض، شادمانی ملی
سدا عروج ملا مجھ کو کامرانی ملی
تو اب نہیں ہے تو یہ گھر اداس رہتا ہے
ہجوم درد و الم آس پاس رہتا ہے
نہ دن کو چین میسر نہ رات کٹتی ہے
سحر کی زیست ترے سائے کو ترستی ہے

✠ ✠

عرفانہ امر (پاکستان)

✠

جاں تھی شوکت ایمان کی تنویر تھی
ماں قدموں تلے تیرے، میری جاگیر تھی
تھا کہسار سا صورت بڑی دلگیر تھی
تیرے ہاتھوں میں رضا اللہ کی تحریر تھی
تیری مثالِ رہ نوردِ شوق تھی
آنکھوں میں شکستہ خواب کی تحریر تھی
تیرے زانو کا بچھونا اور تکیہ بانہہ کا
گود تیری دردِ دل میں صورت اکسیر تھی
دل کھلتا تھا تیری شفقت کی ٹھنڈی آنچ سے
تیری باتوں میں گھلی خوشبو، عجب تاثیر تھی
تیرا دامن سائباں تھا، تیرا سایا مہرباں
تیرا آنچل دل بہل جانے کی اک تدبیر تھی
سارے دن وہ عید تھے ہر شب، شب بارات تھی
جب تری قربت مرا حاصل، میری تقدیر تھی
سینت کے رکھتی رہی اولاد کے لعل و گہر
تیری اک اک بات میرے ذوق کی تعمیر تھی
ایک مالا کی لڑی میں سارے موتی ایک سے
بھائی بہنوں کیلئے چاہت کی اک زنجیر تھی
پیار کنگن ہاتھ کا، گہنا تھا ناموس حیا
روپ تھی لطفِ خدا کا، باعثِ توقیر تھی
حوریں تیری ہم نشیں اور ہیں ملائک ہم سخن
تو نبیؐ کی مدح خواں تیری صدا تکبیر تھی
ماں کی یادوں سے امر میرا مہکتا ہے وجود
آج میری کشتِ جان میری ماں کی ہے نمود

کنور نسیم (پاکستان)

✠

عظیم ہے تو عظیم تر ہے
ہر اک نظر میں تو معتبر ہے
ترا خلوص، تری محبت
ادھار میرے وجود پر ہے
تیری محبت کا فیض جاری
دیئے سے جیسے دیا جلا ہو
یا جیسے تخلیق کے عمل میں
خدا نے تجھ کو بھی چُن لیا ہو
ترے مقدر میں مامتا کو
مقامِ پیغمبری ملا ہے
تیرا تصور سکون ابدی
وجود تیرا گلاب سا ہے
اے ماں ترے یہ عزیز بچے!
بچھڑ کے تجھ سے بکھر نہ جائیں
ترے نقوشِ قدم پہ چل کے
محبتوں کے دیئے جلائیں
جو درس تو نے ہمیں دیا ہے
ہم اپنے بچوں کو دے سکیں گے
چکا سکیں گے یہ قرض تیرا

✠ ✠

محمد امین بھیلونی (پٹن، گجرات)

✠

مجھے دین پر چلنا سکھایا ہے ماں نے
نبیؐ کا طریقہ بتایا ہے ماں نے
بتا کر شریعت کے احکام سارے
ضلالت سے مجھ کو بچایا ہے ماں نے
مجھے درس الفت پڑھا کر جہاں میں
سلیقے سے جینا سکھایا ہے ماں نے
بھلائی کا رستہ دکھا کر ہمیشہ
بُرائی سے مجھ کو بچایا ہے ماں نے
شجاعت کا مجھ کو سبق بھی دیا ہے
تواضع بھی کرنا سکھایا ہے ماں نے
میں جب امتحاں میں ہوا کامراں تو
مری پیٹھ کو تھپتھپایا ہے ماں نے
قدم بہ قدم دے کے مجھ کو سہارا
مرے حوصلے کو بڑھایا ہے ماں نے
میں قربان جاؤں محبت پہ اُس کی
نہ خود کھا کے مجھ کو کھلایا ہے ماں نے
میں رویا تو روتی ہنسا تو ہنسی وہ
میں روٹھا تو فوراً منایا ہے ماں نے
کئے بے شمار اُس نے احسان مجھ پر
کسی دن نہ احسان جتایا ہے ماں نے
امیںؔ اس کے قدموں کے نیچے ہے جنت
بلند کس قدر رتبہ پایا ہے ماں نے

✠ ✠

حکیم خان حکیمؔ (پاکستان)

✠

رحمتِ حق کا ہے سائباں میری ماں
ہر گھڑی مجھ پہ ہے مہرباں میری ماں
دستِ شفقت سدا میرے سر پر رکھے
ہے محبت کا ایسا جہاں میری ماں
میری آنکھوں میں آنسو وہ آنے نہ دے
مجھ کو رکھے سدا شادماں میری ماں
مانگتی ہے دعائیں وہ میرے لئے
ٹالتی ہے ہر اک امتحاں میری ماں
اس کے قدموں پہ اپنا جھکاتا ہوں سر
سب سے ہے معتبر آستاں میری ماں
مجھ کو تاریکیوں میں دکھائے وہ رہ
ظلمتِ شب میں ہے ضوفشاں میری ماں
وقتِ مشکل بڑھائے مرا حوصلہ
ہر گھڑی مجھ کو رکھے جواں میری ماں
میں دعاؤں سے اس کی ہوا سرخرو!
میری عظمت کا ہے اک نشاں میری ماں
کوئی ہوتا نہیں ہے جہاں دوسرا
کام آتی ہے میرے وہاں میری ماں
ہر ستم میری خاطر وہ سہہ جائے پر
لب پہ لائے نہ آہ و فغاں میری ماں
اس کے قدموں میں ہے میری جنت حکیم
میرا سب کچھ ہے بس میری ماں میری ماں ✠ ✠

پروفیسر محمد ظریف خان (پاکستان)

✠

اماں ہیں میری جن کا سعیدی ہے اسمِ خاص
جن کا وجود خوب ہے اور کیا سعید ہے
میرے غریب خانے میں آتی ہیں جب کبھی
اس روز میرے گھر میں سمجھ لو کہ عید ہے

نوے برس کی عمر ہے، بینائی ہے درست
بوٹا سا ان کا قد ہے تو صورت ہے مثلِ حور
گویائی ان کی واضح، سماعت ہے لا جواب
اس عمر میں بھی رکھتی ہیں ہر طرح کا شعور

میری دعا ہے خضر کی سی عمر ان کی ہو
''ممتا'' کا ان کی سایہ سدا میرے ہاتھ ہے
رہتا ہے میرے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ
اللہ کے کرم سے میری ماں حیات ہے

عسرت کے دن بھی آئے تھے ہم پر کبھی ظریفؔ
بھوکی تو خود رہیں، ہمیں کھانا دیا ضرور
آسودہ حال آج ہیں، اللہ کا شکر ہے
پر میری اماں کرتی نہیں ہیں کبھی غرور

✠ ✠

سیدہ نیلو فر نایاب (میسور)

✠

اے کہ تیرا ذکر فرحت بخش دل آرام جاں
یاد تیری جاں فزا اور رفعِ کلفت بے گماں
تحفۂ قدرت عجب ہے تیری ہستی در جہاں
تجھ میں دریائے محبت اور الفت ہے نہاں
پیکر ایثار ہے اولاد کے حق میں یقیں
تجھ سا سرچشمہ محبت کا یقیں جگ میں نہیں
جھیل کر خود سارے دکھ، پہنچاتی ہے راحت انھیں
رہتی ہے یہ فکر تجھ کو ہو نہ کچھ زحمت انھیں
رات بھر تو جاگتی ہے اپنے بچوں کے لئے
نیند کر دیتی ہے قرباں نور دیدوں کے لئے
صبر کی خوگر ہے تو، ہے پاسباں اولاد کی
پاسبانی میں تو دیوار ہے فولاد کی
فکر رہتی ہے کہ ان کی تربیت بھی خوب ہو
علم کی دولت ہو حاصل عافیت بھی خوب ہو
مدرسہ پہلا ہے تیری گود ہی اے باہنر
کیسے کیسے گود سے نکلے ہیں تیری نامور
اپنی خدمت کا صلہ تو چاہتی ان سے نہیں
ہے تری بے لوث خدمت مانگتی ان سے نہیں
خدمت وچاہت تری سب پر عیاں ہے بے گماں
ہے مقدس تیری ہستی، سب تجھے کہتے ہیں 'ماں'
حق نے کھولا تجھ پہ جو اعزاز کا اک باب ہے
تیرے ہی قدموں تلے وہ جنت نایاب ہے

✠ ✠

میاں جاوید جالندھری (پاکستان)

✠

ماں تیرا دکھ نہ اب سہا جائے
کس سے دکھ درد اب کہا جائے
چھین کر موت لے گئی ہم سے
جس کے بن پل نہ اک رہا جائے
دل کے دامن کی ہے یہی تقدیر
دکھ کے کانٹوں سے ہی بھرا جائے
کس سے شکوہ کریں مقدر کا
اور نہ قسمت سے بھی لڑا جائے
حوصلہ ریت کی دیوار ہوا
دکھ کے دلدل میں ہی گرا جائے
غم، لہو بن کے بہتا جاتا ہے
سوز غم سے یہ دم رُکا جائے
دل کہ یارب نہیں سنبھلتا مرا
بارِ غم سے یہ دل پھٹا جائے
آج صبر و قرار کا دامن
میرے ہاتھوں سے پھر چھٹا جائے
رات دن رونے سے نہیں فرصت
آنسوؤں میں ہے دل بہا جائے
غم سے جاویدؔ ہے نڈھال ترا
آج بے موت ہی مرا جائے

✠ ✠

"رفیع الدین ذکی قریشی (پاکستان)

✠

"مری پیاری اماں میری اماں!"
خدا کا تو تھی ایک احسان اماں!
تری شفقتیں یاد آتی ہیں مجھ کو
گئی راحتیں یاد آتی ہیں مجھ کو
لڑکپن کا تھا دور کتنا سہانا
مرا روٹھ جانا وہ تیرا منانا
کبھی پیار سے گود میں تھپتھپانا
کبھی لوریاں دے کے مجھ کو سلانا
محبت سے پروان مجھ کو چڑھایا
مجھے تربیت دے کے انساں بنایا
تو ایک اک قدم پر مری پاسباں تھی
میرے سر پہ شفقت کا اک سائباں تھی
مجھے راہ ہستی پہ چلنا سکھایا
بہ ہر گام گر کر سنبھلنا سکھایا
میں جو کچھ بھی ہوں سب عنایت ہے تری
یہ محنت ہے تیری محبت ہے تری
مشیت نے لیکن یہ دن بھی دکھایا
کہ سر سے اٹھا تیری شفقت کا سایہ
تو مرقد کی آغوش میں جا چھپی ہے
عجب چیز انسان کی بے بسی ہے
تیری یاد سے دل میں محشر بپا ہے
لرزتے لبوں پر مگر یہ دعا ہے
لحد پہ تری نور افشانیاں ہوں
سدا رحمتِ حق کی ارزانیاں ہوں
سرِ حشر تم پر نبی کی ہو رحمت
مقدر میں تیرے ہو ان کی شفاعت
لبِ حوضِ کوثر ہو تیرا ٹھکانہ
ملے جنتِ عدن کا آب و دانہ
الٰہی! یہ مقبول میری دعا ہو
مری ماں کو گلزارِ جنت عطا ہو
ذکی کی خطاؤں کو صرفِ نظر کر
اور اس کی دعائیں سبھی بار ور کر

✠ ✠

امبر رنیس (پاکستان)

✠

شب کا سرمہ ڈھلتا ہے وہ جاگتی ہے
چندا آنکھیں ملتا ہے وہ جاگتی ہے
جانے الجھی رہتی ہے کن فکروں میں
سوچ کا دیپک جلتا ہے وہ جاگتی ہے
رات کو جب میں نیند سے چونک کے اٹھتی ہوں
راز یہ مجھ پہ کھلتا ہے وہ جاگتی ہے
جس شب اس کے ہاتھ دعا کو اٹھتے ہیں
سورج آن نکلتا ہے وہ جاگتی ہے
اپنے بہتے آنسو پونچھ کے کہتی ہے
بیٹا یہ تو چلتا ہے وہ جاگتی ہے

✠ ✠

نور زمان ناوک (پاکستان)

✠

کیا حسن کیا جمال ہے ماں کے درود میں
نورِ خدا کا عکس ہے اس کی نمود میں
اس بحرِ ہست و بود میں ہے تیرگی بہت
مینار، روشنی کا ہے ماں کے وجود میں
حسنِ عطا تو دیکھئے ربِ کریم کا
شاہ و گدا ہیں ایک سے ماں کی حدود میں
پرواز ماں کے حرف دعا کی ہے عرش تک
اور ہے کمالِ عجز بھی اس کے سجود میں
ماں کے صحیفہ ہائے محبت کو دیکھ کر
حیرت سما نہ پائے گی چرخِ کبود میں
ماں کے ہی رنگِ خلق سے رنگیں ہے کائنات
ماں ہی دھڑک رہی ہے دلوں کے سرود میں
ہوتی نہ ماں کی ذات تو مجھ کو یقین ہے
اقلیم آب و گل پڑی رہتی جمود میں
ہے ناوک شکستہ ثناخوانِ مصطفیٰ ﷺ
لگتا ہے ماں کا جی بھی تو دردِ درود میں

✠ ✠

عاشر وکیل راؤ (پاکستان)

✠

کہا اس نے کیا درجہ ماں کا ہوتا ہے
کہا میں نے خدا کے بعد رتبہ ماں کا ہوتا ہے
کہا اس نے کہ خوشیوں کا وسیلہ کون ہے عاشؔر
کہا میں نے کہ سکھ بچوں کا صدقہ ماں کا ہوتا ہے
کہا اس نے حسیں سب سے جہاں کا کون سا منظر
کہا میں نے مقدس سب سے چہرہ ماں کا ہوتا ہے
کہا اس نے مقدر کا سکندر کس کو کہتے ہیں
کہا میں نے کہ جس کے سر پہ سایہ ماں کا ہوتا ہے
کہا اس نے ہماری سب خطائیں بھول جاتی ہے
کہا میں نے کہ ہر بے لوث جذبہ ماں کا ہوتا ہے
کہا اس نے کہ سب بندھن فقط قصے ہی لگتے ہیں
کہا میں نے حقیقت بس فسانہ ماں کا ہوتا ہے
کہا اس نے ہمارا ہم پر عاشر کس قدر حق ہے
کہا میں نے کہ ہم پر ہم سے زیادہ ماں کا ہوتا ہے

✠ ✠

خدیجہ خانم (جگدل پور)

✠

جیسے ہوتا ہے
پہلے پیار کا احساس
جیسے بھرتا ہے
پرندہ پہلی اڑان
جیسے دھک سے
ہو جاتا ہے
دل کسی بات پر
ایسا ہی لگا تھا
جب وہ ننھی سی جان
پہلے پہل آئی میرے ہاتھ میں
ماں ہونے کا مطلب سمجھ آیا تھا تب
کہ یونہی نہیں ہوتا حاصل بلند مرتبہ
یوں ہی نہیں ہوتی ماں کے قدموں تلے جنت
راتوں کا سکھ دن کا چین گنوایا تھا
غم و خوشی کا ہر اک پل لُٹایا تھا
آنچل بھر بھر مانگی تھیں مرادیں
جھولی بھر بھر دی تھیں دعائیں
خود کو بھلا کر
صرف اُسے سنوارا تھا
ماں ہونے کا مطلب
سمجھ آیا تھا تب

شوکت قریشی (جمشید پور)

✠

جو دل پہ لگی چوٹ دکھائی نہیں جاتی
ماں چیز ہے ایسی جو بھلائی نہیں جاتی
ماں تیری محبت کے میں آنچل میں پلا ہوں
سایہ جو اٹھا تیرا میں مایوس کھڑا ہوں
تصویر تری دل سے مٹائی نہیں جاتی، ماں چیز ہے
اب تیرے بنا گھر مجھے اچھا نہیں لگتا
یہ سچ ہے کہ اب کوئی در اچھا نہیں لگتا
جو آہ لبوں پر ہے چھپائی نہیں جاتی ۔ماں
جب تک ہے میری سانس میں روتا ہی رہونگا
اور اشکوں سے چہرے کو میں دھوتا ہی رہونگا
یہ آگ ہے ایسی جو بجھائی نہیں جاتی ۔ماں
سینے میں تیری یاد مچلتی ہی رہے گی
یہ آگ جدائی کی ہے جلتی ہی رہے گی
آگ ہے ایسی جو دکھائی نہیں جاتی ۔ماں
اب یہ چہرہ میری ماں کا میرے ساتھ کہے گا
جو بیٹا وفادار ہے حق بات کہے گا
ماں تجھ میں جو خوبی تھی بھلائی نہیں جاتی ۔ماں
اب ہاتھ اٹھا کر کے یہ شوکت بھی دعا دے
اللہ میری ماں کو بھی جنت میں جگہ دے

✠ ✠

گفتنی

ماں کائنات کا سرمایۂ حیات ہے۔
ماں ایسا ستارہ ہے جو ہمیشہ چمکتا رہتا ہے۔
ماں ایسی خوشبو ہے جو ہمیشہ قائم رہتی ہے۔
ماں ایسی روشنی ہے جو کبھی تاریک نہیں ہوتی۔
ماں آبِ حیات ہے جو ہمیشہ اولاد کے لئے ہے۔
ماں کی گود پہلی درس گاہ ہے۔
ماں کا احترام وہ جام ہے جو جتنا لبریز ہوا اتنا ہی چھلکتا ہے۔
ماں ایک سائبان ہے جس کے نیچے انسان کو سکون، راحت اور حفاظت میسر آتی ہے۔
ماں ایثار اور قربانی کا مجسمہ ہے۔
ماں اللہ کا جلوہ اور خوشنودی ہے۔

ماں کی بے شمار خوبیوں کو اجاگر کرنے کے لئے میں نے قبل تین کتابیں اردو کو دی ہیں۔ ''میری اماں''، ''ماں'' اور ''اے ماں''...... آخر الذکر دو کتابیں منظوم ہیں جو شاہد نعیم صاحب کے اشتراک سے شائع ہوئی تھیں۔ اب اس چوتھی کتاب کے تعاون کار بھی شاہد نعیم ہی ہیں۔ قبل کے انتخاب کے بعد اتنی نظمیں اکٹھا ہو گئیں کہ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آئندہ ماں پر افسانوں کا انتخاب شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ تعاون کی درخواست ہے۔

''ماں تیرے نام'' میں درد آشنائی اور مسرت آفرینی کی پیوستگی دیکھی جا سکتی ہے۔ اعلیٰ کردار کا تقدس اور مزاج و کردار کی یقینیت بھی دیکھ سکتے ہیں۔

ماں کے ستارۂ وجود کے آفتاب و ماہتاب کی روشنی نئے جہان کو منور کرتی ہے جسے آپ ہر حال میں محسوس کریں گے۔

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی

ماہ رخ حفیظ (پاکستان)

✠

ماں تو زندہ ہے
میری سانسوں میں
میری آنکھوں میں
میرے خوابوں میں
ماں تو زندہ ہے
میرے بچپن میں
ہر سسکاری میں
میری کلکاری میں
تیری خوشبو ہے بسی
میری آبیاری میں
ماں تو زندہ ہے
میری جوانی میں
میرے ہر لفظ میں
میری کہانی میں
میرے لہو میں
جیون کی روانی میں
ماں تو زندہ ہے
میری گرہستی میں
میری ادا میں
میری مستی میں
میری وفا میں
دل کی بستی میں
ماں تو زندہ ہے
میری نئی نسل میں

✠ ✠

رضا سرسوی (سرسہ)

✠

روح کے رشتوں کی یہ گہرائیاں تو دیکھئے
چوٹ لگتی ہے ہمارے اور چلاتی ہے ماں
اوڑھتی ہے حسرتوں کا خود تو بوسیدہ کفن
چاہتوں کا پیرہن بچے کو پہناتی ہے ماں
ہڈیوں کا رس پلا کر اپنے دل کے چین کو
کتنی ہی راتوں میں خالی پیٹ سو جاتی ہے ماں
جانے کتنی برف سی راتوں میں ایسا بھی ہوا
بچہ تو چھاتی پہ ہے گیلے میں سو جاتی ہے ماں
کب ضرورت ہو مری بچے کو، اتنا سوچ کر
جاگتی رہتی ہیں آنکھیں اور سو جاتی ہے ماں
پہلے بچوں کو کھلاتی ہے سکون و چین سے
بعد میں جو کچھ بچا وہ شوق سے کھاتی ہے ماں
دے کے اک بیمار بچے کو دعائیں اور دوا
پائنتی ہی رکھ کے سر قدموں پہ سو جاتی ہے ماں
اپنے بچوں کی بہار زندگی کے واسطے
آنسوؤں کے پھول ہر موسم میں برساتی ہے ماں
پیار کہتے ہیں کسے اور مامتا کیا چیز ہے
کوئی ان بچوں سے پوچھے جن کی مر جاتی ہے ماں

✠ ✠

قطین اشرف صدیقی (صلالہ، سلطنت عُمان)

✠

میرے ہر درد کا تو ہی درماں تھی ماں
میرے جینے کا اک تو ہی عنواں تھی ماں
میرا دل، میری جاں، میرا ایماں تھی ماں
میری نظروں سے کیوں کر نہاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

ہم سے کیوں روٹھ کر ماں جدا ہو گئی
میری کس بات سے تو خفا ہو گئی
معاف کردے جو مجھ سے خطاء ہو گئی
آ کے چہرہ دکھا دے جہاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

تو نے اُنگلی پکڑ کر چلایا ہمیں
جاگتی خود رہی اور سُلایا ہمیں
اپنے مُنھ کے نوالے کھلایا ہمیں
میرے پَل پَل کی اِک داستاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

روٹھ جاتا تو مجھ کو مناتی تھی تو
اپنی بانہوں میں جھولا جھلاتی تھی تو
اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتی تھی تو
میرے ہر شوق و شوخی کی جاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

عہد طفلی مرا تیرا مرہون ہے
اور جوانی بھی تیری ہی ممنون ہے
سچ تو یہ ہے کہ مجھ میں ترا خون ہے
میری ہر موجِ خوں میں رواں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

میرے ہر نُطق میں تیری ہی بات ہے
ساتھ چھوٹا ہے کب؟ تو مِرے ساتھ ہے
ہاتھ میں میرے اب بھی ترا ہاتھ ہے
روز و شب کی مرے نِگراں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

مجھ کو لگتا ہے تو ہے مِرے آس پاس
جلوہ گر چار سُو ہے مِرے آس پاس
تُو ہی تُو، ہُو بہُو ہے مِرے آس پاس
میری نظروں میں جلوہ فِشاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

تیری باتوں سے اب بھی بہلتا ہوں میں
تیری آواز سُن کر سنبھلتا ہوں میں
نقشِ پا پر ہی تیرے تو چلتا ہوں میں
میری منزل کا روشن نشاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

میرے تیور میں تیری ہی ہر آن ہے
دیکھ لے مجھ میں تیری ہی سب شان ہے
میرے لہجے میں تیری ہی پہچان ہے
میرے انداز میں خود عیاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

پَرتَوِ فکر کا تیرے جوہر ہیں ہم
تربیت سے تری لعل و گوہر ہیں ہم
حسنِ اخلاق کا تیرے مظہر ہیں ہم
اپنی اولاد میں جاوداں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

جاگ اُٹھتا تھا تیرے تکلّم سے میں
صبح کرتا تھا تیرے تبسّم سے میں
درس جینے کا لیتا رہا تُم سے میں
مِیرا ہر ایک عزمِ جواں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

تجھ سے وابستہ ہے ساری برکت مری
تیرے ہاتھوں میں رکھی ہے قسمت مری
تیرے قدموں کے نیچے ہے جنت مری
موجبِ رحمتِ بیکراں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

تیری خوشیوں سے خود کو سجاتا تھا میں
تیری مسکان سے جگمگاتا تھا میں
خود کو جنت کے لائق بناتا تھا میں
دین و دنیا میں باغِ جناں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

ذات تیری تھی اِک انجمن کی طرح
سب ہی یک جان تھے، اک بدن کی طرح
گھر مہکتا تھا ہر دم چمن کی طرح
پھول، خوشبو، صبا، گلستاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

کس کو ماں کہہ کے پھر سے بلائیں گے ہم
کس سے روٹھیں گے کس کو منائیں گے ہم
کس کے چہرہ کو کعبہ بنائیں گے ہم
سر پہ رحمت کا اِک سائباں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

میرے بیٹے رہو خوش سدا کے لئے
کون روئے گا میری بقا کے لئے
ہاتھ کس کے اُٹھیں گے دُعاء کے لئے
سر بلندی کا اِک آسماں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

تو کہ تھی مرکزِ قوّتِ اتحاد
زیر سایہ تھے تیرے ہر اک با مراد
تھے جلو میں ترے سب کے سب، شاد باد
حلقۂ جائے امن و اماں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

سونے سونے حویلی کے ہیں بامُ و دَر
اب نہ آنگن میں رونق ، نہ دہلیز پر
اور لگتا ہی ہے اب، نہ گھر جیسا گھر
حاصلِ نعمتِ دو جہاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

اِک حقیقت کو کیسے فسانہ کہوں
اِس ستم کو اَجل کا نشانہ کہوں
اب ہو فردوس تیرا ٹھکانہ کہوں
نیک اعمال کی ترجماں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

تو کہ آسودۂ خواب ہے خاک میں
خوشبوؤں میں بسی اُجلے پوشاک میں
تیرا ٹھہرا ہے اب بزمِ اَفلاک میں
اپنی عظمت میں اِک کہکشاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

کر لے اللہ میری دُعاء یہ قبول
تیری تُربت پہ برسائے جنت سے پھول
ہو لحد پر تری رحمتوں کا نُزول
رحمتوں کے ہی اب درمیاں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

سامنے سر خدا کے جھکاتا رہوں
تیری بخشش پہ رب کو مناتا رہوں
پڑھ کے قرآں تجھے بخشواتا رہوں
ہو بشارت مجھے، شادماں ہے تو ماں
اب کہاں ہے، کہاں ہے، کہاں ہے تو ماں

☆

تیرے دیدار سے میں ہی محروم ہوں
اپنی قسمت پہ شاکی ہوں، مغموم ہوں
جس پہ ڈھایا ستم ، میں وہ مظلوم ہوں
تیری رحلت پہ گر یہ کناں ہوں میں ماں
تجھ پہ کیا خود پہ ہی نوحہ خواں ہوں میں ماں

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (مالیگاؤں)

جیسی ماں کی ممتا ہے   ویسا کوئی پیار نہیں
پیڑوں کا سایا اچھا
چندا کی ٹھنڈک اچھی
پیارے پیارے تارے سارے
جن سے جگ میں اجیارا ہے
جیسی ماں کی ممتا ہے   ویسا کوئی پیار نہیں
رنگ رنگیلے خوشبو دار
بیلے جوہی چنبیلی ہیں
گلابوں کے کیا کہنے ہیں
خوشبو جن سے پاتے ہیں
جیسی ماں کی ممتا ہے   ویسا کوئی پیار نہیں
سونے چاندی مل جاتے ہیں
ہیرے موتی مل جاتے ہیں
لیکن جن کی ماں نہیں ہے
ان سے پوچھو ماں کا پیار
جیسی ماں کی ممتا ہے   ویسا کوئی پیار نہیں

شاهد نعیم (جدہ)

✠

پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہئے
تیرے آنچل کی ٹھنڈی ہوا چاہئے
لوری گا گا کے مجھ کو سلاتی ہے تو
مسکرا کے سویرے جگاتی ہے تو
مجھ کو اس کے سوا اور کیا چاہئے
پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہئے
تیری ممتا کے سائے میں پھولوں بڑھوں
تھام کر تیری انگلی میں چلتا چلوں
آسرا بس تیرے پیار کا چاہئے
پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہئے
تیری خدمت سے دنیا میں عظمت میری
تیرے قدموں کے نیچے ہے جنت میری
عمر بھر صرف سایہ تیرا چاہئے
پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہئے

✠ ✠

پروفیسر مناظر عاشق ھرگانوی (بھاگلپور)

✠

ہے کامیابی کا ایک زینہ وجود ماں کا
دعاؤں کا ہے درِ کشادہ وجود ماں کا

محبتوں کا سدا چمن جو کھلا ہے رہتا
وہ جس کے آنچل کے زیر سایہ وجود ماں کا

ہے اس کی ممتا کا متبادل نہیں جہاں میں
جو شفقتوں کا ہے اک سراپا وجود ماں کا

جبیں سعادت کی جس کے آگے ہے جھک بھی جاتی
اک ایسا قبلہ اک ایسا کعبہ وجود ماں کا

گوارا جس کو برائے اولاد ہر مصیبت
خدا کی رحمت کا ہے وسیلہ وجود ماں کا

وہ جس کے قدموں کے نیچے جنت کی ہے بشارت
خدا تعالیٰ کا فضل سارا وجود ماں کا

ملا ہے جس کی دعاء سے سب کچھ تجھے مناظر
بنا جو قطرے سے تو ہے دریا وجود ماں کا

✠ ✠

علقمہ شبلی (کولکاتا)

رباعیات

✠

ہے فیض تری ذات کا میری رفعت
ہے میری سعادت تری ہر اک خدمت
عظمت تری کیا اور ہو اس سے بڑھکر
ماں ہے ترے قدموں میں بہار جنت

....

اخلاص کی تصویر، محبت پیکر
ہے ساری تمناؤں کا میری محور
ہوتا جو بشر کے لئے سجدہ جائز
حق مادرِ مشفق کا تھا سب سے بڑھکر

....

پیراہن صد چاک سیا کرتی ہے
زہراب بھی ہر روز پیا کرتی ہے
اندازہ کرے کیا کوئی ماں کے دل کا
وقت آئے تو جاں تک بھی دیا کرتی ہے

....

ماں سر پر ہے تیرا دستِ شفقت
لگتی ہے یہ دنیا مجھ کو جنت
میں ہر زحمت سہہ لیتا ہوں ہنس کر
سر پر ترا آنچل ابرِ رحمت

....

خود جاگ کے راتوں کو سلایا مجھ کو
اور بولنا ہونٹوں سے بتایا مجھ کو
انگلی کو مری تھام کے میری ماں نے
اک ایک قدم چلنا سکھایا مجھ کو

....

قدموں کی ترے دھول جبیں کی رفعت
ہے سر کی بلندی مرے تیری خدمت
سایہ ترے آنچل کا ہے ابرِ رحمت
ماں میرے لئے تو ہے سراپا شفقت

✠ ✠

✠

نبیوں کو بھی ولیوں کو بھی پالا ماں نے — سانچے میں انھیں زیست کے ڈھالا ماں نے
اس دہر کی نفرت بھری تاریکی میں — پھیلایا محبت کا اُجالا ماں نے

....

قطرے کو سمندر کی سی وسعت بخشی — بچپن کو توانائی دی قوّت بخشی
ماں دودھ ترا اپنی رگوں میں ہے رواں — سانسوں کو ترے خوں نے حرارت بخشی

....

ماں اپنا لہو ہم کو پلایا تو نے — یوں جینے کا احساس دلایا تو نے
گود اپنے لئے بن گئی تیری ، مکتب — جس میں ہمیں دن رات پڑھایا تو نے

....

پروان چڑھے ہیں تری آغوش میں ہم — انسان بنے ہیں تری آغوش میں ہم
مہکایا ہے ہم سب کو تری ممتا نے — گُل بن کے کھلے ہیں تری آغوش میں ہم

....

کب ہم سے ادا ہوگا اس احساں کا بدل — ماں کی کسی اک شامِ پریشاں کا بدل
قدرت کی گراں قدر امانت ہے ماں — دنیا کی کوئی چیز نہیں ماں کا بدل

....

نغمات کی رانی تری لوری ہے ماں — بچپن کی نشانی تری لوری ہے ماں
صدیوں سے تسلسل نہیں ٹوٹا جس کا — اک ایسی کہانی تری لوری ہے ماں

✠ ✠

ڈاکٹر مرزا حسن ناصر (لکھنؤ)

✠

ماں کی ہی تو خدمت سے ہے عظمت یارو
ہر حال میں ماں کی کرو عزت یارو
ہیں ماں کے ہی سایے میں جہاں کی خوشیاں
ہے زیرِ قدم ماں کے ہی جنت یارو!

....

ماں کی ہی بدولت ہے ہماری ہستی
ہے ماں سے ہی گلزار دلوں کی بستی
احسان بہت ماں کے ہیں ہم پر ناصرؔ
انمول ہے ماں، ماں نہیں ہوتی سستی

....

اک روز جو ماں ہم سے بچھڑ جاتی ہے
ہر سمت اداسی ہی عجب چھاتی ہے
ملتی نہیں پھر ماں سی محبت ناصرؔ
رہ رہ کے وہ پھر یاد بہت آتی ہے

✠ ✠

وحید واجد (رائچور)

✠

ادباً یہ گذارش ہے سبھی سے کہنا
خوش حال زمانے میں اگر ہے رہنا
اقوال حکیموں کے یہی کہتے ہیں
ماں باپ کی ہر وقت دعائیں لینا

....

مجبور نہ بےبس ہوں نہ کہ بےحس ہوں
مجھ پر نہیں چل سکتا زمانے کا فسوں
دراصل شریعت سے متاثر ہوں میں
ماں باپ کی خدمت ہے مرا اصل جنوں

....

کچھ لوگوں نے پوچھا کہ کیا کرتا ہوں؟
میں نے یہ کہا فرض ادا کرتا ہوں
بیکار مشاغل میں تو رہتا ہی نہیں
ماں باپ کی خدمت میں رہا کرتا ہوں

....

ذی شان نہیں ہوتے کبھی دولت سے
یہ مرتبہ ملتا ہے فقط عزت سے
عزت یوں ہی ملتی نہیں اے نادانو
عزت ملے ماں باپ ہی کی خدمت سے

✠ ✠

فراغ روهوی (کولکاتا)

✠

ہے باپ اگر ناؤ تو پتوار ہے ماں
سچ پوچھو تو ہر پل کی نگہدار ہے ماں
اولاد کو کیوں خوف ہو جب ان کے لئے
اک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے ماں

.....

اک ماں ہے جو سینے سے لگا لیتی ہے
ممتا بھرے آنچل میں چھپا لیتی ہے
اولاد سے وہ لاکھ خفا ہو لیکن
قدموں میں جو گر جائے اٹھا لیتی ہے

.....

بے لوث کوئی ذات نہیں ماں کے سوا
اوروں میں تو یہ بات نہیں ماں کے سوا
دنیا میں کوئی اس کا بدل ہے تو کہو
کوئی بڑی سوغات نہیں ماں کے سوا

.....

اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت کو سلام
اک پیکرِ ایثار کی خدمت کو سلام
قدموں کے تلے جس کے ہے جنت میری
وہ ماں ہے مری اس کی محبت کو سلام

✠ ✠

حصیر نوری (مرحوم)

✠

تیری آغوش مجھے امن کا گہوارہ ہے
تیرے آنچل کی سکوں بخش ہوا ہے مجھ کو
تیری شفقت ہے کہ لوری کی صدا ہے مجھ کو
تو اندھیروں میں چمکتا ہوا سیارہ ہے

.....

یہ نہیں ہے کہ فقط میری ہے تو ماں واللہ
کوکھ سے تیرے ہوئے کتنے پیمبر پیدا
جس سے روشن ہوا کونین کا ذرہ ذرہ
کون ہے جس پہ نہیں ہے ترا احساں واللہ

.....

تیرے قدموں کے تلے ہے مری جنت اے ماں
تیری عظمت کے پس پردہ ہے میری عظمت
مجھکو افسوس کہ میں کر نہیں پایا خدمت
تیری ہستی ہے کہ مینارۂ راحت اے ماں

.....

سچا ہے بہت لفظ و بیاں کا رتبہ
اچھا ہے بہت اہل جہاں کا رتبہ
ہر چند اہم سارے ہیں رشتے ناتے
اپنوں میں بڑا سب سے ہے ماں کا رتبہ

.....

گلشن میں کوئی پھول کہاں کھلتا ہے
ہر سمت میں وحشت کا پتہ ملتا ہے
ہو جاتی ہے دنیا کی فضا گرد آلود
دل ماں کا جو دکھتا ہے فلک ہلتا ہے

پہلی بات

آج کے معاشرے میں ماں اور بچے کے درمیان فاصلے بڑھ رہے ہیں اور رشتے کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ جنہیں محسوس کرانے کے لئے ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کے ساتھ مل کر دو کتابیں قبل شائع کر کے ''شناخت'' اور ''نشان'' قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ کتاب ''ماں'' میں نظم، غزل، دوہا، کنڈلی، ترینی، رباعی، سین ریو، آزاد غزل، مرثیہ، نوحہ، کہمن، مکالمہ، قطعہ، کہہ مکرنی، ماہیا اور متفرق اشعار جیسی اصناف سخن شامل تھیں۔ جس میں بالترتیب علامہ اقبال، شاد عظیم آبادی، اسماعیل میرٹھی، اے پی جے عبد الکلام، وزیر آغا، قمر رئیس، امجد اسلام امجد، بشیر منذر، ایوب خاور، عارف عبد المتین، قیصر نجفی، حسن اکبر کمال، زہرا نگاہ، سوہن راہی، عابد کرہانی، افتخار رضوی سعید، علقمہ شبلی، مہدی جعفر، ابراہیم اشک، ادیب سہیل، مہدی پرتا پگڈھی، منور ہاشمی، مدحت لاختر، عبد المنان طرزی، ساحر شیوی، افتخار امام صدیقی، یوسف جمال، صفدر صدیق رضی، سیفی سرونجی، نثار نیپالی، مجتبیٰ فہیم، محبوب راہی، ام ہانی، احسان ثاقب، احسان سہگل، نینا جوگن، ایم آئی ساجد، سیدہ عنوان چشتی، فرزانہ خاں نینا، کمال جعفری، محمد علی اثر، رضیہ طارق، منیر ارمان نسیمی، سراج انور مصطفےٰ آبادی، سردار پنچھی، نادر اسلوبی، مشتاق انجم، قمر الدین برتر، محسن باعشن حسرت، افضل عباس، عاجز ہنگھنگھاٹی، آثم مرزا، ارشد مینا نگری، ناہید قاسمی، عباس گیلانی، بشیر حیدر، فرحت جہاں ملی، ظہیر انصاری، صدف معصوم، سنجیدہ عنبریں، ندیم اختر، صوفیہ انجم تاج، شاہد نعیم، مناظر عاشق ہرگانوی، بیکل اتساہی، ندا فاضلی، نذیر فتح پوری، امان خاں دل، رزاق ارشد، عطا عابدی، شفق سوپوری، جمیل الدین شرفی قادری، محسن علوی، شمس افتخاری، فراق جلال پوری، احمد کمال حشمی، قاضی فراز احمد، فیض الرسول فیضان، شارق جمال، طاہر سعید ہارون، فراز حامدی، فراغ روہوی، اسلم حنیف، خوشتر مکرانوی، مضطر صدیقی، سردار سلیم، سید معراج جامی، شارق عدیل، شاغل ادیب، رب نواز صارم، نسیم اختر، عادل اسیر، ارشد اقبال آرش، ناصر نظامی، منور رانا، پروین کمار اشک، شمیم انجم وارثی، اور سعید روشن جیسے شاعر شامل تھے۔

ڈاکٹر عبد الحق امام (گورکھپور)

✠

ماں مر گئی اس غم نے کیا مجھ کو چُور
آنکھوں میں ہےاب بھی ان کے چہرے کا نور
ماں کی نعمت نہیں ہے اب اپنے پاس
اک روز مجھے تھا ان کی شفقت پہ غرور

....

ماں کی رحلت سے ہو گیا ہوں نڈھال
اب جا کے سناؤں میں کسے اپنا حال
یہ سوچ کے میں صبر کئے جاتا ہوں
لازم ہے کہ ہر شخص کا ہونا ہے وصال

....

اب ماں جونہیں ہےتو ہے جینا بھی محال
دن رات رہا کرتا ہوں میں غم سے نڈھال
کس طرح بھلا اپنا میں روکوں آنسو
صورت تو کوئی رب اے مرے اسکی نکال

....

ماں رات کو دروازہ ہے اٹھ کر کھولے
بیٹا نہیں گھر آیا تو کیسے سولے
بیٹا تو سمجھتا نہیں ماں کا رتبہ
اپ شبد کبھی اور کبھی بانی بولے

✠ ✠

محسن باعشن حسرت (کولکاتا)

✠

ماں سے بڑی دُنیا میں کوئی چیز نہیں
ماں سےکوئی بہتر ہے جہاں میں نہ حسیں
خدمت جوسدا ماں کی کروگے دِل سے
مل جائے گی جنت تمھیں دُنیا میں یہیں

....

اُولاد کی خاطر سبھی دُکھ سہتی ہے
ماں پھر بھی ہراک حال میں خوش رہتی ہے
دیتا ہے کبھی دُکھ کوئی بیٹا جو اُسے
"بیٹا رہے تو شاد" یہی کہتی ہے!

....

اخلاق سے پیش آنا اور عزت کرنا
ماں کو بُرا کہنا نہ ہی نفرت کرنا
اسلام سِکھاتا ہے سبق تم کو یہی
تم ماں کی ہراکِ حال میں خدمت کرنا

✠ ✠

شمس افتخاری (ہوڑہ)

• حاصل تھی کہاں زن کو جہاں میں عزت
گردانی وہ جاتی تھی نشانِ ذلت
آکر مرے سرکارؐ نے دنیا سے کہا
پوشیدہ ہے قدموں تلے ماں کے جنت

• بے لوث محبت نہیں ملنے والی
اک لمحہ بھی راحت نہیں ملنے والی
گر ہوگئی ناراض تری 'ماں' تجھ سے
پھر تجھ کو وہ جنت نہیں ملنے والی

• خود جاگتی ہے اسکو سلا دیتی ہے
بچے کے لئے نیند گنوا دیتی ہے
تمثیل کہاں ممتا کی اسکی کوئی
بچے ہی پہ جاں اپنی لٹا دیتی ہے

• کب لختِ جگر کو وہ سزا دیتی ہے
ہر ظلم وستم ہنس کے بھلا دیتی ہے
تعریف کریں جتنی بھی 'ماں' کی کم ہے
ہر حال میں بیٹے کو دعا دیتی ہے

• ہر موج بلا سر سے گزر جاتی ہے
مرجھائی کلی دل کی نکھر جاتی ہے
آتے ہی لبِ مادرِ مشفق یہ دعا
تقدیر پسر شمس! سنور جاتی ہے

وفا صدیقی (ہوڑہ)

• کرتے ہیں زمانے میں جو ماں کی خدمت
نازل ہوتی ہے ان پہ خدا کی رحمت
یہ بات بتاتی ہے شریعت ہم کو
قدموں کے تلے ماں کے ہے یارو جنت

• وہ بحرِ مصائب سے بھی جاتے ہیں نکل
ان پر ہی برستا ہے کرم کا بادل
کب انکو ستاتی ہے کبھی غم کی دھوپ
جن کے سروں پر ہوتا ہے ماں کا آنچل

• سر سے وہ بلاؤں کو ہٹا دیتی ہے
تقدیر دعاؤں سے بنا دیتی ہے
خود خار پہ چلتی ہے مگر ماں اپنے
گل راہ میں بچوں کی بچھا دیتی ہے

• خود رستہ بتاتا ہے سراغ منزل
قدموں میں چلا آتا ہے ان کے ساحل
آفت میں نہیں پھنستا سفینہ ان کا
ہوتی ہیں جنہیں ماں کی دعائیں حاصل

اقبال حیدر (کناڈا)

لوری

✠

رات کی گھنی پلکیں
چاندنی کے عارض پر
شبنمی ستاروں کے
جال بنتی رہتی ہیں
نقرئی سنہرے جال
خواب جو سحر آگیں
رات خود کو کھوتی ہے
کائنات سوتی ہے
خواب کی سبک دنیا
تیری انتظاری ہے
میری جان کچھ سو لے
سنگ نیند کے ہو لے
رات کی سیاہ پلکیں
نقدِ جاں گزاراں ہیں
حالتِ بے احوالاں
پرسشِ نا پرساناں
سوز سوختہ جاناں
یہ خیال کیا کم ہے
کوئی مونس غم ہے

اند ماں کی خواہش
رفعتِ مسیحائی
نفسِ عیسی و مریم
کیسے چاہ سازی ہو
دل ہی جب نہ راضی ہو
خواب سے نہ پھیرآنکھیں
خواب دیکھنے والے
زندگی بدلتے ہیں
نین سکھ ہے پٹ کھولے
رین کا سمے ڈولے
سنگ نیند کے ہو لے
مری جان کچھ سو لے
رات اک حقیقت ہے
رات اک بشارت ہے
رات کی سیاہی میں
خوشنما سویرا ہے
انتظار کی ساعت
دل پذیر ہوتی ہے
تیرا غم نہ میرا غم

کون ہے سدا رہتا
کیا ہیں یہ ستم پیشہ
خاک وخوں کے پروردہ
ظلم چھپ بھی جائے تو
خون مٹ نہیں سکتا
جو زمیں پہ ٹپکے گا
آسماں سے برسے گا
قلزم مسیحائی
کب تلک نہ چھلکے گا
زندگی کی نیا پھر
کھا رہی ہے ہچکولے
کچھ خدا نہیں کہتا
نا خدا ہی لب کھولے
ہر طرف ہے رن بولے
رین کا سمے ڈولے
نین سکھ ہے پٹ کھولے
ہو سکے تو کچھ سو لے
میری جان کچھ سو لے
میری جان...... ✠ ✠

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

ڈاکٹر اسلم حنیف (گنور)

✠

دل شہرِ محبت ہے
یہ ماں کی بدولت ہے
گلنار ہیں سب چہرے
بھائی بہن سبؔ کے
اللہ کی رحمت ہے...... یہ ماں کی بدولت ہے
مسرور ہوں شاداں ہوں
مثلِ گلستاں ہوں
دنیا مری جنت ہے...... یہ ماں کی بدولت ہے
ہر غم سے ہوں بیگانہ
چال ہے مستانہ
اور دل میں طراوت ہے...... یہ ماں کی بدولت ہے
پابند شریعت ہوں
محوِ عبادت ہوں
جو دین سے رغبت ہے...... یہ ماں کی بدولت ہے

✠ ✠

ارباب بزمی (پاکستان)

ماہیا / ماہیا گیت

✠

پھولوں کی ردائیں ہیں
مجھ کو حاصل جو
ماں تیری دعائیں ہیں

☆

سوچوں میں کھویا ہوں
ماں کی جدائی میں
دن رات میں رویا ہوں

☆

الفت ہی الفت ہے
اس دنیا میں بس
اک ماں کی محبت ہے

☆

گھاٹا یہ دُونا ہے
ماں کی جدائی ہے
جگ سارا سُونا ہے

☆

کوئی گاڑی جاتی ہے
ہر دم ماں تیری
یاد ہم کو آتی ہے

☆

ماں کی جو دعا ہوگی
میری خاطر وہ
جنت کی ہوا ہوگی

✠ ✠

مضطر صدیقی (مرحوم)

✠

- ماں اک ایسا لفظ ہے جس میں وسعت خوب
اس کے سب محبوب ہیں یہ سب کی محبوب
- ماں کی تعلیمات سے بنے ولی مخدوم
ماں گویا اک مدرسہ ماں دارالعلوم
- ماں کو زندہ باد کہہ ماں پائندہ باد
رہتی دنیا تک رہے ماں کا آشیرواد
- جھیلے کتنے زلزلے جھیلے بارش دھوپ
تاہم بخشے زندگی ماں دھرتی کا روپ
- دنیا تک محدود ہے دنیا کا ہر کام
حشر میں پوچھا جائے گا اپنی ماں کا نام
- ماں کے دل میں موجزن رحمت کا سیلاب
ماں چاہے تو کھول دے جنت کا ہر باب
- دنیا میں چُک جائے گا دین دھرم کا فرض
عقبیٰ تک لے جائے گا ماں کے دودھ کا قرض
- اس سے جو واقف نہیں اس پر صد افسوس
ماں کے قدموں کے تلے جنت الفردوس
- ماں کے دل کو توڑ کر رہا نہ کوئی شاد
ماں ہو جس پر مہرباں اس کا گھر آباد
- سات سمندر پار سے ماں جو دے آواز
مضطر اڑ کر جاؤں میں بن جاؤں شہباز

✠ ✠

حبیب راحت حباب (کھنڈوہ)

دوہے

✠

- پیارے ابو جان ہیں، انگنائی کے نیم
مولیٰ تیری مہرسا، امّی جی کا میم
- امّی کے قدموں تلے جنت کرو تلاش
یہی زمیں زمین ہے یہی زمیں آکاش
- ماں ہے سجدے کی دعا، رب کے بہت قریب
جس گھر ماں کی چھاؤں ہے اس کے بڑے نصیب
- میری ساری سلطنت، میرا رتبہ ناؤں
میرے سر کا تاج ہیں، امّاں تیرے کھڑاؤں
- درہم اور دینار کیا، کیا پنا پکھراج
اماں تیرے آنگنا پنچھی چگیں اناج
- ماں تیرے اپکار اور مجھ جیسا کنگال
تیری جوتی کے لئے، کم ہے میری کھال
- بیت لحم بھی آج تک، تجھ کو کرے سلام
امّاں تجھ میں مل گئے، مجھ کو چاروں دھام
- امّاں بارش کی دعا، امّاں زم زم نیہہ
امّاں تپتی دھوپ میں رم جھم برسے مینھ
- مکّہ اور مدینہ سی، امّاں جیوں بغداد
امّاں تیری چھاؤں میں، رحمت ہے آباد

✠ ✠

سرور عثمانی (رانچی)

سانیٹ

✠

دیارِ شاعری آباد رکھنا
مری تعلیم ہے، تعظیم کرنا
خدائے پاک کو تسلیم کرنا
ضرورت ہو تو ماں کو یاد رکھنا

ستائش سے ہمیشہ دور رہنا
امیرِ شہر کا پِٹھو نہ بننا
خدا را منھ میاں مِٹھو نہ بننا
نمائش سے ہمیشہ دُور رہنا

طلوعِ صبح کا سرتاج سورج
جسے ہم دھوپ سے پہچانتے ہیں
حسیں اک رُوپ سے پہچانتے ہیں
تعارف کا نہیں محتاج سورج

خدا کا شکر ہے مشہور ہے تُو
مری نظروں سے لیکن دور ہے تُو

✠ ✠

مناظر عاشق ہرگانوی/ احسان ثاقب

ہائیگا

✠

ہوتی ہے جنت
ماں کے قدموں کے نیچے
اونچی ہے عظمت
"روحانی رشتے کی بات
اول آخر ہے سوغات"

✠ ✠

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی نئی کتابیں :

● تنقید کا نیا منظر نامہ اور گوپی چند نارنگ (تنقید)، عرشیہ پبلیکیشنز، دہلی، ۱۵۰ روپے ● وزیر آغا کی امتزاجی نظریہ سازی (تنقید)، بیاس پبلشرز، راولپنڈی، ۱۰۰ روپے ● گوپی چند نارنگ اور ادبی نظریہ سازی (تنقید)، ادب پبلیکیشنز، دہلی، ۱۵۰ روپے ● علامہ اقبال، منفی پہلو (تنقید)، پرنسپلیٹی پبلیشرز (کارڈف، یوکے) ۲۰۰ روپے ● اردو میں بچوں کا ادب (اینتھولوجی)، ساہتیہ اکیڈمی، نئی دہلی، ۲۰۰ روپے ● سہیل عظیم آبادی (اردو اور ہندی) مونوگراف، ساہتیہ اکیڈمی نئی دہلی، ۲۵+۲۵ روپے ● ادب میں گھوسٹ ازم (طنز ومزاح)، تخلیق کار پبلیشرز، دہلی، ۶۰ روپے ● رم جھم رم جھم (ماہیے) معیار پبلیکیشنز، دہلی، ۷۵ روپے ● امریندر کی غزلوں کا آلوچناتمک ادھین (ہندی)، (تنقید) سمئے ساہتیہ، پنسیا، ۵۰ روپے ● پھر کبھی نہیں (ہندی کویتائیں)، مانڈوی پرکاشن، غازی آباد، ۷۵ روپے ● روبرو اور آمنے سامنے (انٹرویوز)، موڈرن پبلیشنگ ہاؤس، نئی دہلی، ۱۰۰+۱۵۰ روپے ● گاندھاری (ترجمہ شدہ ناول)، نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، دہلی، ۴۵ روپے ● اصغر ویلوری: بحیثیت رباعی گو (تنقید)، سرمدی پبلیکیشنز، چنئی، ۲۵۰ روپے ● دوہا غزل دوہا گیت (انتخاب) ادبی دنیا پبلیکیشنز، جے پور، ۱۵۰ روپے ● اقراء اردو ریڈر (انتخاب): حصہ سوم، ۲۸ روپے، چہارم ۳۰ روپے، پنجم ۳۲ روپے، ظفر پبلی کیشنز، کولکاتا ● لندن یاترا (اردو اور ہندی)، سفر نامہ، ۱۰۰+۱۲۰ روپے ● سکھی ساجن (کہہ مکرنیاں) ۱۰۰ روپے ● تکونیاں (تکونیاں) ۱۰۰ روپے ● کہمن (کہمن) ۱۲۵ روپے ● مدیر شعراء کی غزلیں (تذکرہ) ۱۰۰ روپے ● میری اماں (شخصیت) ۵۰ روپے ● یادیں باتیں (یادداشت) ۱۷۵ روپے ● زہرا داؤدی: سوانح اور سفر (انٹرویو/تنقید) ۱۰۰ روپے ● مظہر امام: نئی نسل کے پیش رو (تنقید) ۱۲۵ روپے ● عبدالقوی ضیاء: تمنا کا اگلا قدم (تنقید) ۳۰۰ روپے ● عاصی کاشمیری: تیسری بستی کا شاعر (تنقید) ۱۵۰ روپے ● عبدالواسع: فن اور شخصیت (تنقید) ۲۰۰ روپے ● رند ساغری: دھوپ کا مسافر (تنقید) ۱۲۰ روپے ● خوشتر مکرانوی: شخصیت اور فن (تنقید) ۱۷۵ روپے ● خالق چچا نے شکار کھیلا (شکاریات) ۳۰ روپے ● سلیس نگارش (انتخاب) ۳۰ روپے ● جدید نگارش (انتخاب) ۳۵ روپے ● بکل اتساہی: منفرد گیت کار (تنقید) ۲۲۵ روپے ● غزالہ (غزالہ) ۱۵۰ روپے ● پنہاں کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ (تنقید) ۲۰۰ روپے ● میٹھا گیت (کہانیاں) ۳۵ روپے ● انور شیخ: مطالعہ در مطالعہ (تنقید) ۵۰۰ روپے ● انور شیخ: بحیثیت شاعر (تنقید) ۱۵۰ روپے ● انور شیخ: بحیثیت افسانہ نگار (تنقید) ۱۵۰ روپے ● ایوان (بہ اشتراک شاہد نعیم) غزلیں، ۷۵ روپے ● قرطاس (بہ اشتراک شاہد نعیم) غزلیں، ۱۰۰ روپے ● اکیسویں صدی کی غزلیں (بہ اشتراک شاہد نعیم) غزلیں، ۱۲۰ روپے ● گیت اردو کے (بہ اشتراک شاہد نعیم) گیت، ۱۷۵ روپے ● ماں (بہ اشتراک شاہد نعیم) منظوم تذکرہ، ۱۵۰ روپے ● دوہا رنگ (بہ اشتراک شاہد جمیل) دوہے ۲۰۰ روپے ● NEVERAGAIN (پوئم اور ہائیکو) ۷۵ روپے ● TALES OF TIME (منی شارٹ اسٹوریز) ۱۰۰ روپے ● ابراہیم اشک: نئے عہد کے گیت کار (تنقید) ۱۷۵ روپے ● طاہر سعید ہارون کی دوہا نگاری (تنقید) ۲۰۰ روپے ● شاہد جمیل: شخص اور شاعر (تنقید) ۲۵۰ روپے ● اے ماں (بہ اشتراک شاہد نعیم) (منظوم تذکرہ) ۱۵۰ روپے ● ہندی کاویہ میں رتو (ہندی، تنقید) ۱۰۰ روپے ● غزل نما (انتخاب) ۱۵۰ روپے ● غزل نما: سمت و رفتار (تنقید) ۱۵۰ روپے ● عدنان کا جاسوسی کارنامہ (ناول)، رحمانی پبلیکیشنز، مالیگاؤں، ۵۰ روپے ● ایک نظم اپنے لئے (موڈرن پبلیکیشنز، دہلی)، ۱۰۰ روپے ● ساحر شیوی: کوکن کا فردوسی (موڈرن پبلیکیشنز، دہلی) ۳۰۰ روپے ● پاپا ایسا نہیں ہوگا، رحمانی پبلیکیشنز، مالیگاؤں ۵۰ روپے

MAAN TERE NAM

Edited By

Manazir Ashiq Harganvi

&

Shahid Nayeem

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی ادبی خدمات کے اعتراف میں تنقیدی کتابیں

مناظر عاشق ہرگانوی: ناقد اور شاعر	نظام صدیقی	قیمت : -/75 روپے
مناظر نامہ (منظوم)	ڈاکٹر عبدالمنان طرزی	قیمت : -/100 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی: ناقد اور محقق	ڈاکٹر شمس تبریز خاں	قیمت : -/250 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی: بحیثیت شاعر	ڈاکٹر نیر حسن نیر	قیمت : -/300 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی: بچوں کے ادیب	ڈاکٹر سید جمشید حسن	قیمت : -/150 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی: شش جہاتی فنکار	ڈاکٹر نوشاد عالم آزاد	قیمت : -/150 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی: شخصیت	پروفیسر فردوس خاں رومی	قیمت : -/325 روپے

ناشر: نرالی دنیا پبلیکیشنز۔358A بازار دہلی گیٹ، دریا گنج، نئی دہلی۔2

مناظر عاشق ہرگانوی کا ادبی منظر نامہ	نذیر فتح پوری	قیمت : -/100 روپے

ناشر: اسباق پبلیکیشنز۔230B/102، ومان درشن، لوہ گاؤں روڈ، پونہ۔411032

مناظر عاشق ہرگانوی: کثیر الجہت فنکار	ڈاکٹر محمد محفوظ الحسن	قیمت : -/100 روپے
مناظر جناب (منظوم)	افروز عالم	قیمت : -/100 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی اور ژرف گوئی	ڈاکٹر نذیر فتح پوری	قیمت : -/100 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی کی شاعرانہ جہتیں	ڈاکٹر مظفر مہدی	قیمت : -/150 روپے
مناظر صاحب! کتابیں ملیں	ڈاکٹر نذیر فتح پوری	قیمت : -/100 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی کا لیٹریری زون	ڈاکٹر امام اعظم	قیمت : -/100 روپے
مناظر عاشق ہرگانوی ۹۹ تلخی میں	منزل لوہا تھیری	قیمت : -/100 روپے

ناشر: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 3191 گلی وکیل، کوچہ پنڈت، لال کنواں، دہلی۔۶

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE

www.ephbooks.com

978-93-5073-603-6

₹ 100.00